

MAKTABA TUL HADITH HAZRO

By Alhadith at 11:21:57 PM, 2/25/2015



- ❖ صراط مستقیم کا واحد ذریعہ۔۔۔؟
- ❖ رفع یدین کے خلاف ایک نئی روایت:
- ❖ اخبار الفقہاء والمحدثین؟
- ❖ حدیث من کان له إمام فقراً الإمام له قراءة کی تحقیق
- ❖ مسجد میں میت کا اعلان اور اطلاع؟
- ❖ جس دور پہ نازاں تھی دنیا!

اپریل
2005ء
سنہ ۱۴۲۶ھ

مکتبة الحديث
حضرت: انک: پاکستان



صراط مستقیم کا واحد ذریعہ۔۔۔؟

﴿مَا جَعَلَ اللَّهُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَيْنِ فِيْ جَوْفِهِ ۖ وَمَا جَعَلَ اَرْوَاجَكُمْ اَلَيْئُ يُظْهَرُوْنَ مِنْهُنَّ اُمَمٰنِكُمْ ۚ وَمَا جَعَلَ اَذْعِيَاءَكُمْ اَبْنَاءَكُمْ ۚ ذٰلِكُمْ قَوْلُكُمْ بِاَفْوَاهِكُمْ ط وَاللّٰهُ يَقُوْلُ الْحَقُّ وَهُوَ يَهْدِي السَّبِيْلَ﴾
اللہ تعالیٰ نے کسی آدمی کے اندر دو دل نہیں بنائے۔ نہ ہی تمہاری ان بیویوں کو جن سے تم ظہار کرتے ہو تمہاری ماںیں بنایا ہے اور نہ تمہارے منہ بولے بیٹوں کو تمہارے حقیقی بیٹے بنایا ہے۔ یہ تو تمہارے منہ کی باتیں ہیں مگر اللہ حقیقی بات کہتا ہے اور وہی صحیح راہ دکھاتا ہے ان (منہ بولے بیٹوں) کو ان کے باپوں کے نام سے پکارا کرو۔ اللہ کے ہاں یہی انصاف کی بات ہے۔ [الاحزاب: ۴]
فقہ القرآن:

- (1) انسان کے جسم میں مرکز ”دل“ ہے لہذا وضاحت فرمادی کہ دل ایک ہی ہے اور ایک ہی وقت میں آدمی دو متضاد نظریوں اور متضاد عقیدوں کا متخل نہیں ہو سکتا۔
- (2) اگر کوئی آدمی اپنی بیوی کو ماں کہہ دے یا ماں (بہن) سے تشبیہ دے دے تو اسے ظہار کہتے ہیں۔ ظہار سے مطلقاً عورت خاوند پر حرام نہیں ہوتی جیسا کہ جاہلیت میں مروج تھا بلکہ ظہار (بیوی کو ماں وغیرہ کہنا) ایک کبیرہ گناہ ہے۔ جو شخص اس کا ارتکاب کر بیٹھے وہ بطور کفارہ: ایک غلام آزاد کرے یا عدم استطاعت کی صورت میں مسلسل دو ماہ کے روزے رکھے یا پھر عدم استطاعت کی صورت میں ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے۔ [دیکھئے سورۃ المجادلہ: ۴، ۳]
(3) منہ بولا بیٹا (متبنی) حقیقی بیٹے کا مقام حاصل نہیں کر سکتا اور نہ دونوں وراثت میں ایک دوسرے کے حقدار ہیں نیز متبنی سے عورتیں ویسے ہی پردہ کریں گی جیسے دیگر غیر محرم حضرات سے پردہ کیا جاتا ہے۔
- (4) صراط مستقیم کا واحد ذریعہ قرآن وحدیث ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بہترین بات کتاب اللہ ہے اور بہترین ہدایت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی (سنت) ہے۔ [مسلم: ۸۶۷] واضح رہے کہ حدیث قرآن مجید کی تشریح ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک مجھے قرآن اور اس کے ساتھ اس کی مثل (یعنی حدیث) دی گئی ہے۔ [ابوداؤد: ۴۶۰۴]
(5) منہ بولے بیٹے کی نسبت حقیقی باپ کی طرف ہونی چاہیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص جان بوجھ کر اپنی نسبت اپنے (سگے) باپ کے علاوہ کسی دوسرے (آدمی) کی طرف کرتا ہے تو اس پر جنت حرام ہے۔ [بخاری: ۶۷۶۶]

نوٹ: آیات کا ترجمہ مولانا عبدالرحمن کیلانی رحمہ اللہ کی تفسیر ”تیسیر القرآن“ سے لیا جاتا ہے۔

جس دور پہ نازاں تھی دنیا!

اس حقیقت سے انکار ممکن نہیں کہ ”اولاد بہت بڑی نعمت ہے“ لیکن کب؟ جب والدین تربیت و پرورش کی بھٹی سے گزرا کر اسے ایسا کندن بنائیں کہ وہ جس مقام پر بھی ہو ظلمت و تاریکی اس کی تاب نہ لاسکے۔ ایسی اولاد نہ صرف دنیا میں بلکہ آخرت میں بھی نجات کا ذریعہ ہے اور اس کے برعکس دونوں جہانوں میں زحمت ہی زحمت ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب آدمی فوت ہو جاتا ہے تو اس کے سارے عمل منقطع ہو جاتے ہیں سوائے تین کے اُن میں سے ایک ”ولد صالح یدعولہ“ نیک صالح اولاد ہے (جو اس کے مرنے کے بعد) اس کے لیے دعا کرتی ہے۔ (مسلم: ۱۶۳۱) لیکن موجودہ دور میں والدین (Status کے چکر میں) اس انداز سے چکرا چکے ہیں کہ ہر ایک کی یہی کوشش ہے کہ ہماری اولاد دنیاوی فنون سیکھ کر کسی بڑی پوزیشن (Great Post) پر براجمان ہو۔ یہی وجہ ہے کہ والدین اپنی اولاد کے سامنے بے بس و مجبور اور ان کی ہر جائز و ناجائز خواہشات پر سر تسلیم خم کرتے نظر آتے ہیں۔ قرآن وحدیث کے بھولے ہوئے اسباق کو مزید بھولائے جا رہے ہیں اور سلف صالحین کے طریقہ کو چھوڑ کر اغیار کی نقالی و تقلید کو قابل فخر سمجھ رہے ہیں۔ آہ:

جس دور پہ نازاں تھی دنیا اب ہم وہ زمانہ بھول گئے اوروں کی کہانی یاد رہی اپنا افسانہ بھول گئے

آج: کتنے ہی ایسے امور معاصی ہیں جنہیں والدین اپنی اولاد میں واضح محسوس کرتے ہیں لیکن صرف یہ کہہ کر نظر انداز کر دیا جاتا ہے کہ ”ابھی بچے ہیں خود ہی ٹھیک ہو جائیں گے“ ان امور کا تعلق ظاہر سے ہو جیسے کہ لڑکوں کا حلیہ لڑکیوں جیسا یا پھر لڑکیوں کا تنگ و باریک کپڑے پہن کر بے پردہ بازار میں گھومنا وغیرہ خواہ باطن سے جیسے بغض و حسد اور جھوٹ وغیرہ بلکہ نماز جیسے اہم مسئلہ میں بھی اس قدر سستی و کوتاہی ہے جس کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

بین الرجل وبين الشرك والكفر ترك الصلاة آدمی اور کفر و شرک کے درمیان فرق نماز کا چھوڑنا ہے۔ (مسلم: ۸۲)

تربیت اولاد کے سلسلے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خصوصی حکم فرمایا: مروا اولادکم بالصلاة۔ اپنی اولاد کو نماز کا حکم دو جب وہ سات سال کے ہو جائیں اور اگر دس سال کے ہو جائیں (اور نماز نہ پڑھیں) تو انہیں مارو۔ (ابوداؤد: ۴۹۵)

قارئین کرام! غیروں سے مرعوب ہو کر اپنی اولاد کو بے لگام مت چھوڑیئے اسلام کا مطالعہ کیجئے اور صحیح اسلامی منہج پر اپنی اولاد کی تربیت کریں کہیں غفلت کی بنا پر اس آیت کا مصداق نہ بن جائیں! ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُلْهِكُمْ أَمْوَالُكُمْ وَلَا أَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ﴾

اے ایمان والو! تمہارے اموال اور تمہاری اولاد تمہیں اللہ کی یاد سے غافل نہ کر دیں اور جو لوگ ایسا کریں وہی خسارہ اٹھانے والے ہیں۔ (المنافقون: ۹)

مشرکین سے قتال

أضواء المصباح في تحقيق مشكوة المصباح

(۱۲) وعن ابن عمر رضي الله عنهما ، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ”أمرت أن أقاتل الناس حتى يشهدوا أن لا إله إلا الله وأن محمداً رسول الله ، ويقيموا الصلاة ، ويؤتوا الزكاة ، فإذا فعلوا ذلك عصموا مني دماءهم وأموالهم إلا بحق الإسلام ، وحسابهم على الله“ متفق عليه . إلا أن مسلماً لم يذكر : ”إلا بحق الإسلام“

(عبداللہ) ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے حکم دیا گیا ہے کہ لوگوں سے اس وقت تک جنگ کرتا رہوں جب تک وہ الا الہ الا اللہ اور محمد رسول اللہ کا اقرار کریں، نماز قائم کریں، زکوٰۃ ادا کریں، جب وہ ایسا کر لیں تو ان کے خون (جانیں) اور اموال میرے نزدیک محفوظ رہیں گے سوائے حق اسلام کے، اور ان کا حساب اللہ کے ذمے ہے، متفق علیہ، سوائے یہ کہ صحیح مسلم میں ”سوائے حق اسلام کے“ نہیں ہے۔ (بخاری: ۲۵۰۵ و مسلم: ۱۲۹۶ [۲۲/۳۶])

فقہ الحديث:

۱: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کلمہ شہادت: لا الہ الا اللہ اور محمد رسول اللہ کی گواہی دینے کے بعد، نماز اور زکوٰۃ، دین اسلام کے دو انتہائی اہم ارکان ہیں۔ ان ارکان کی ادائیگی کے بعد ہی لوگوں کی جانیں اور مال محفوظ رہ سکتے ہیں، ورنہ ان کے خلاف بزور طاقت جہاد کیا جائے گا۔

۲: اسلام کے احکام ظاہر پر مبنی ہیں۔ اگر کسی شخص نے ظاہری طور پر اسلام قبول کر لیا۔ اور بظاہر ارکان اسلام پر عمل پیرا ہوا۔ نواقض اسلام کا ارتکاب نہیں کیا تو اسے دنیا میں اہل اسلام کے تمام حقوق حاصل ہوں گے۔ اسے قتل نہیں کیا جائے گا۔ اگر باطن میں وہ کافر و منافق ہو تو قیامت کے دن یہ ظاہری اسلام اس کے کچھ کام نہ آئے گا۔ دیکھئے مشکوٰۃ مترجم ج ۱ ص ۱۲۴ مع فوائد غرہ: نوید (بصرف لیسر)

۳: اُمرت (مجھے حکم دیا گیا) کا مطلب یہ ہے کہ مجھے اللہ نے حکم دیا ہے، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کے سوا، کوئی حکم دینے والا نہیں ہے۔

۴: اس حدیث میں نماز سے مراد فرض نماز ہے۔ امام مالک و امام شافعی رحمہما اللہ کی طرف یہ مذہب منسوب ہے کہ جان بوجھ کر، بغیر کسی شرعی عذر کے فرض نماز ترک کرنے والے کو، اس کی حد میں قتل کیا جائے گا۔ جبکہ امام احمد سے منسوب ہے کہ اس تارک نماز کو کفر اور ارتداد کی وجہ سے قتل کیا جائے گا۔ اور اس آخری قول کے استدلال میں نظر ہے، دیکھئے مراعاة المفاتیح (۵۹/۱)

۵: بحق الاسلام سے مراد وہ تمام امور ہیں جن کی سزا اسلام میں قتل ہے مثلاً (۱) شادی شدہ زانی کا سنگسار ہونا (۲) قتل کا بدلہ قتل: قصاص (۳) مسلمان کا مرتد ہو جانا، وغیرہ جیسا کہ دوسرے دلائل سے ثابت ہے۔
۶: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مسلمان حاکم کو اجازت ہے کہ وہ مانعین زکوٰۃ سے جنگ کرے، اور اسی طرح اس پر یہ لازم ہے تو حید کے ساتھ ساتھ کہ نظام صلوٰۃ اور نظام زکوٰۃ قائم کرے۔

۷: اس حدیث میں مرجعہ فرقتے پر رد ہے جو کہ اعمال کو ایمان میں داخل نہیں مانتے۔
۸: أقاتل الناس سے مراد ”أقاتل المشركين“ ہے جیسا کہ صحیح روایت میں آیا ہے، دیکھئے السنن الکبریٰ للبیہقی (۳/ ۹۲) وسندہ صحیح ، والسنن المجتبیٰ للنسائی (۷/ ۷۵ ح ۳۹۷۱) وعلقہ البخاری (۳۹۳) بعضہ

۹: اس حدیث کے بعد صحیح مسلم میں آیا ہے کہ: ”من قال لا إله إلا الله و كفر بما يعبد من دون الله ، حرم ماله ودمه وحسابه على الله“ جس شخص نے لا الہ الا اللہ کا اقرار کیا۔ اور غیر اللہ کی عبادت سے انکار کیا تو اس کا مال اور خون (بہانا) حرام ہے۔ اس کا حساب اللہ پر ہے (۱۳۰/۲۳۷) معلوم ہوا کفر و شرک سے انکار رکھنے ایمان ہے۔

فضائل اعمال

اذان کی فضیلت:

6 سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ، نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **مؤذن کی آواز کی حد کو جب جن، انسان اور دوسری چیزیں سنتی ہیں (تو) وہ قیامت کے دن اسی کے (حق) میں گواہی دیں گے۔** [بخاری: ۶۰۹]

ﷺ

اذان کہنا بہت فضیلت والا عمل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مؤذن، جن و انس بلکہ کائنات کی ہر اس چیز کی (جہاں تک اس کی آواز پہنچتی ہے) گواہیاں اپنے حق میں سمیٹ لیتا ہے۔ بلند آواز سے اذان کہنا بھی ثابت ہو رہا ہے خواہ وہ کسی ذریعہ سے ہو مثلاً: لاؤڈ سپیکر وغیرہ۔

7 سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ اذان اور پہلی صف کی کیا فضیلت ہے تو پھر ان (لوگوں) کے لئے قرعہ اندازی کے سوا کوئی چارہ باقی نہ رہے تو یقیناً وہ قرعہ اندازی (بھی) کریں اور اگر انھیں معلوم ہو جائے کہ عشاء اور فجر کی نماز کی کتنی فضیلت ہے تو ان دونوں نمازوں میں ضرور حاضر ہوں اگرچہ انھیں گھسٹ کر آنا پڑے۔ [بخاری: ۶۱۵، مسلم: ۴۳۷]

ﷺ

اذان، صف اول، عشاء اور نماز فجر کی فضیلت و تاکید بیان کی گئی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ پہلی صف والوں پر رحمت بھیجتا ہے اور فرشتے ان کے لئے دعائے (رحمت) کرتے ہیں۔ [ابوداؤد: ۶۶۴]

نماز عشاء اور فجر کے متعلق آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص نماز عشاء باجماعت ادا کرے گویا اُس نے آدھی رات تک قیام کیا اور پھر (جو) فجر کی نماز (بھی) باجماعت ادا کرے تو گویا وہ تمام رات قیام کرتا رہا ہے۔ [مسلم: ۶۵۶]

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مزید فرمایا: منافقوں پر فجر اور عشاء سے بھاری کوئی نماز نہیں ہے۔ [بخاری: ۶۵۷] لیکن آج کس قدر افسوس ناک صورت حال ہے کہ احادیث میں جن چیزوں کے متعلق جتنی زیادہ فضیلت و تاکید وارد ہوئی ہے

اتنی ہی زیادہ ان سے سستی وغفلت زیادہ ہے۔ [اعاذنا اللہ منها]

8 سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اذان سن کر یہ کہے: ((اَللّٰهُمَّ رَبِّ هَذِهِ الدَّعْوَةُ النَّامَةُ وَالصَّلَاةُ الْقَائِمَةُ آتِ مُحَمَّدًا الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا الَّذِي وَعَدْتَهُ))

”اے اللہ! اس دعوت کامل اور قائم کی جانے والی نماز کے رب! محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ اور فضیلت عطا فرما اور انھیں اس مقام محمود پر فائز کر جس کا تو نے ان سے وعدہ کر رکھا ہے۔“ تو قیامت کے دن میری شفاعت اس کے لئے حلال ہو گی۔ [بخاری: ۶۱۴]

ﷺ

(۱) مذکورہ دعا میں بعض الفاظ کا اضافہ عوام الناس میں مشہور ہے جو کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں ہے۔

(۲) وسیلہ جنت میں ایک جگہ کا نام ہے۔

(۳) اپنے سے اعلیٰ وارفع کے حق میں بھی دعا کی جاسکتی ہے۔

(۴) قیامت کے دن شفاعت برحق ہے۔

اذان سننے والا کیا کہے؟

9 سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا، جب تم موذن (کی اذان) سنو، تو اسی طرح کہو جس طرح موذن کہتا ہے پھر مجھ پر درود پڑھو، کیونکہ جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل کرتا ہے، پھر تم میرے لئے اللہ سے وسیلے کا سوال کرو، یقیناً جنت میں یہ (وسیلہ) ایک بلند مقام ہے جو اللہ کے بندوں میں سے صرف ایک بندے کے لائق ہے اور مجھے امید ہے کہ وہ بندہ میں ہی ہوں پس جس نے میرے لئے وسیلہ طلب کیا اس کے لئے (میری) شفاعت حلال ہوگئی۔ [مسلم: ۳۸۴]

ﷺ

ﷺ

موذن کے کلمات سن کر انہی کلمات کو دوہرا نا چاہیے البتہ جی علی الصلاح اور جی علی الفلاح سننے کے بعد لا حول ولا قوۃ الا باللہ پڑھنا چاہیے۔ [مسلم: ۳۸۵]

اذان ختم ہونے کے بعد مسنون درود (ابراہیمی) اور دعائے وسیلہ پڑھنی چاہیے۔ واضح رہے کہ اذان سے پہلے یا بعد میں غیر مسنون درود پڑھنا کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں ہے۔ جیسا کہ جناب غلام رسول سعیدی بریلوی لکھتے ہیں: ”تاہم بہتر طریقہ یہ ہے کہ جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کے دور میں اذان دی جاتی تھی

اسی طرح اذان دی جائے اور اذان کے ساتھ اپنی طرف سے کسی سابقہ اور لاحقہ کا اضافہ نہ کیا جائے“
[شرح صحیح مسلم: ۱۰۹۲/۱]

مزید لکھتے ہیں:

”لیکن اس بات پر غور کرنا چاہیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے مدینہ منورہ میں دس سال اذان دی جاتی رہی، خلفاء راشدین کے دور میں تیس سال اذان دی جاتی رہی اور سو سال تک عہد صحابہ و تابعین میں اذان دی جاتی رہی اور کسی دور میں بھی اذان سے پہلے یا بعد فصل کر کے جہراً درود شریف نہیں پڑھا گیا اور آٹھ صدیوں تک مسلمان اسی طریقہ سے اذان دیتے رہے تو آیا اذان دینے کا افضل طریقہ وہ ہے جس طریقہ سے عہد رسالت اور عہد صحابہ میں اذان دی جاتی تھی یا وہ افضل طریقہ ہے جو آٹھویں صدی میں ایجاد ہوا؟“ [شرح صحیح مسلم: ۱۰۹۲/۱]

۔ گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

احادیث اور مذکورہ اقتباسات سے معلوم ہوا کہ ”مروجہ بریلوی طریقہ“ درست نہیں ہے۔

10 سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب موزن اللہ اکبر کہے تو تم (جواب میں) اللہ اکبر کہو اور جب وہ اشہد ان لا الہ الا اللہ کہے تو اشہد ان لا الہ الا اللہ کہو جب وہ اشہد ان محمد رسول اللہ کہے تو تم اشہد ان محمد رسول اللہ کہو اور جب وہ حی علی الصلاۃ کہے تو تم (جواب میں) لا حول ولا قوۃ الا باللہ کہو اور جب وہ حی علی الفلاح کہے تو تم (جواب میں) لا حول ولا قوۃ الا باللہ کہو جب وہ اللہ اکبر کہے تو تم (بھی) اللہ اکبر کہو پھر جب وہ لا الہ الا اللہ کہے تو تم بھی لا الہ الا اللہ کہو جس نے صدق دل سے یہ کلمات کہے تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔

[مسلم: ۳۸۵]

ﷺ

یہ حدیث واضح دلیل ہے کہ اشہد ان محمد رسول اللہ کے جواب میں یہی کلمات دوہرائے جائیں گے۔ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح کہنا ثابت ہے۔ [بخاری: ۶۱۲] البتہ اذان کے بعد ضرور درود پڑھنا چاہیے۔

11 سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا: جو آدمی اذان سن کر (یہ) کہے: أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأن محمداً عبده ورسوله، رضیت باللہ رباً وبمحمد رسولاً وبالإسلام ديناً

(ترجمہ:) میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود (برحق) نہیں ہے وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں۔ اللہ کے رب ہونے پر، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے رسول ہونے پر، اور

اسلام کے دین ہونے پر میں راضی ہوں۔ تو اس کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ [مسلم: ۳۸۶]

اذان سننے کے بعد درود (ابراہیمی) اور دعائے وسیلہ کے ساتھ مذکورہ دعا کا پڑھنا مستحب اور کفارہ گناہ ہے۔
 12 سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ (ﷺ) فرما رہے تھے قیامت کے دن اذان دینے والے دیگر لوگوں کی نسبت لمبی گردن والے ہوں گے۔ [مسلم: ۳۸۷]

لمبی گردن سے مراد یہ ہے کہ وہ دوسرے لوگوں سے (ممتاز) زیادہ نمایاں ہوں گے۔ [مرعاۃ المفاتیح: ۳۶۵/۲]
 13 سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ (ﷺ) نے فرمایا: موزن کی آواز کی انتہا تک اس کے لئے مغفرت ثابت ہو جاتی ہے اور اس (موزن) کے لئے ہر تر و خشک چیز گواہی دے گی اور نماز میں حاضر ہونے والے کو پچیس نمازوں کا ثواب ملتا ہے اور اس سے دو نمازوں کے درمیان کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ [ابوداؤد: ۵۱۵۱ و اسنادہ حسن]

14 سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے (مسلسل) بارہ سال اذان کہی اس کے لئے جنت واجب ہو گئی اور اس کے لئے اذان کہنے کے وجہ سے روزانہ ساٹھ نیکیاں اور اقامت کی وجہ سے تیس نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ [ابن ماجہ: ۷۲۸]

اس روایت کی سند ضعیف ہے۔ [دیکھئے شیخنا حافظ زبیر علی زئی کی کتاب تسہیل الحاجۃ تحقیق سنن ابی ماجہ قلمی ص ۵۱]
 15 سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے پس بلال (رضی اللہ عنہ) اذان دینے کے لیے کھڑے ہوئے۔ جب وہ خاموش ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے خلوص دل کے ساتھ اس جیسی (اذان) کہی تو وہ وہ جنت میں داخل ہوگا۔ [التسائی: ۲۴۲ ج ۲، ۶۷۷، اسنادہ حسن]
 16 سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اذان اور اقامت کے درمیان کی گئی دعا رد نہیں ہوتی۔ [ابوداؤد: ۵۲۱، التسائی فی عمل الیوم واللیلۃ: ۶۸ و الترمذی: ۲۱۲]

یہ روایت مسند احمد ۲۲۵/۳ و صحیح ابن خزیمہ: ۴۲۶، ۴۲۷ و صحیح ابن حبان، الموارد: ۲۹۶ میں بھی موجود ہے۔

رفع یدین کے خلاف ایک نئی روایت: اخبار الفقہاء والمحدثین؟

سوال: بعض لوگ رفع یدین کے خلاف ایک کتاب ”اخبار الفقہاء والمحدثین“ کا حوالہ پیش کر رہے ہیں مثلاً غلام مصطفیٰ نوری بریلوی لکھتے ہیں کہ:

”آئیے ہم آپ کی خدمت میں وہ حدیث پیش کرتے ہیں جس میں صریحاً یہ مذکور ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پہلے رکوع والا رفع یدین کرتے تھے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رکوع والا رفع یدین ترک کر دیا اور ابتدا کی رفع یدین آپ صلی اللہ علیہ وسلم کرتے رہے حتیٰ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا یہ حدیث صحیح صریح مرفوع ہے۔ آپ بھی ملاحظہ فرمائیں۔“

امام حافظ ابو عبد اللہ محمد بن حارث الحنفی القیرانی متوفی سنہ ۳۶۱ ہجری اپنی کتاب اخبار الفقہاء والمحدثین کے صفحہ ۲۱۴ پر سند صحیح سے مرفوعاً یہ حدیث نقل کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ: حدثني عثمان بن محمد قال: قال لي عبيد الله بن يحيى: حدثني عثمان بن سواد بن عباد عن حفص بن ميسرة عن زيد بن اسلم عن عبد الله بن عمر قال: كنا مع رسول الله ﷺ بمكة نرفع ايدينا في بدء الصلوة وفي داخل الصلوة عند الركوع فلما هاجر النبي ﷺ إلى المدينة ترك رفع اليدين في داخل الصلوة عند الركوع وثبت على رفع اليدين في بدء الصلوة.. توفي (اخبار الفقہاء والمحدثین ص ۳۱۶)

ترجمہ: جناب عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جب ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ میں تھے تو ہم رفع یدین کرتے تھے نماز کی ابتداء میں اور نماز کے اندر رکوع کے وقت اور جب نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے نماز کے اندر رکوع والا رفع یدین چھوڑ دیا اور ابتداء کی رفع یدین پر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ثابت رہے حتیٰ کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہو گیا۔

ناظرین گرامی قدر: یہ حدیث پاک رفع یدین عند الركوع کے نسخ میں کتنی واضح ہے۔ پھر بھی اگر کوئی نہ مانے تو اس کی

ماہنامہ ”الحديث“ حضور ﷺ
10
شمارہ: 11

مرضی ہے“ (ترکِ رفعِ یدین ص ۶۹۵، طبع اول جون ۲۰۰۴ء مکتبہ نوریہ رضویہ گلبرگ اے فیصل آباد)
عرض ہے کہ کیا یہ روایت صحیح ہے؟ تحقیق سے جواب دیں۔ جزاکم اللہ خیراً
[حافظ عبدالوحید سلفی ۲ مارچ ۲۰۰۵ء]

الجواب:

جناب غلام مصطفیٰ نوری بریلوی صاحب کی پیش کردہ روایت کئی لحاظ سے موضوع اور باطل ہے۔
دلیل نمبر ۱:

اخبار الفقہاء والحدیثین نامی کتاب کے شروع (ص ۵) میں اس کتاب کی کوئی سند مذکور نہیں ہے اور آخر میں لکھا ہوا ہے
کہ: ”تم الكتاب والحمد لله حق حمده وصلى الله على محمد وآله وكان ذلك في شعبان من
عام ۲۸۳ھ“

یعنی: کتاب مکمل ہو گئی اور سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جیسا کہ اس کی تعریف کا حق ہے اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور
آپ کی آل پر درود ہو۔ اور یہ (تکمیل) شعبان ۲۸۳ھ میں ہوئی ہے (ص ۲۹۳)
اخبار الفقہاء کے مذکور مصنف محمد بن حارث القیر وانی (متوفی ۳۶۱ھ) کی وفات کے ایک سو بائیس (۱۲۲) سال بعد
اس کتاب اخبار الفقہاء کی تکمیل کرنے اور لکھنے والا کون ہے؟ یہ معلوم نہیں، لہذا اس کتاب کا محمد بن حارث القیر وانی کی
کتاب ہونا ثابت نہیں ہے۔

دلیل نمبر ۲:

اس کے راوی عثمان بن محمد کا تعین ثابت نہیں ہے۔ بغیر کسی دلیل کے اس سے عثمان بن محمد بن احمد بن مدرک قبری مراد
لینا غلط ہے۔ اس ابن مدرک سے محمد بن حارث القیر وانی کی ملاقات کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔
حافظ ذہبی لکھتے ہیں:

”عثمان بن محمد بن خشيش القير واني عن ابن غانم قاضي إفريقية، أظنه كان كذاباً“

عثمان بن محمد بن خشيش القير وانی، ابن غانم قاضی افریقیہ سے روایت کرتا ہے، میرا خیال ہے: یہ کذاب تھا۔

(المغنی فی الضعفاء ج ۲ ص ۵۰ تا ۵۹)

عثمان بن محمد: کذاب، قیر وانی ہے اور محمد بن حارث بھی قیر وانی ہے لہذا ظاہر یہی ہوتا ہے کہ عثمان بن محمد سے یہاں مراد
یہی کذاب ہے۔

یاد رہے کہ عثمان بن محمد بن احمد بن مدرک کا ثقہ ہونا معلوم نہیں ہے۔ محمد بن الحارث القیر وانی سے منسوب کتاب میں لکھا
ہوا ہے کہ:

”قال خالد بن سعد: عثمان بن محمد ممن عني بطلب العلم و درس المسائل و عقد

الوثائق مع فضله و كان مفتي أهل موضعه توفي ٣٢٠“

خالد بن سعد نے کہا: عثمان بن محمد طلب علم پر توجہ دینے والوں میں سے ہے اس نے مسائل پڑھائے اور فضیلت کے ساتھ دستاویزیں لکھیں۔ وہ اپنے موضع (علاقے) کا مفتی تھا، ۳۲۰ھ کو فوت ہوا۔

[اخبار الفقهاء والمحدثين ص ۲۱۶]

اس عبارت میں توثیق کا نام و نشان نہیں ہے۔

غلام رسول نوری بریلوی نے اس عبارت کا ترجمہ درج ذیل لکھا ہے:

”جناب خالد بن سعد نے فرمایا کہ عثمان بن محمد ان میں سے ہے جنہوں نے مجھ سے علم حاصل کیا ہے اور مسائل کا درس لیا ہے اور یہ پختہ عقد والے ہیں اور صاحب فضیلت ہیں اور اپنے موضع کے مفتی تھے“

[ترک رفع یدین ص ۴۹۳]!!

دلیل نمبر ۳:

عثمان بن سوادہ بن عباد کے حالات ”اخبار الفقهاء والمحدثين“ کے علاوہ کسی کتاب میں نہیں ملے۔ اخبار الفقهاء میں لکھا ہوا ہے کہ: ”قال عثمان بن محمد قال عبید اللہ بن یحییٰ: کان عثمان بن سوادة ثقة مقبولاً عند القضاة والحکام۔۔۔“

چونکہ عثمان بن محمد مجروح یا مجہول بن تکبی سے یہ توثیق ثابت نہیں ہے۔

نتیجہ: عثمان بن سوادہ مجہول الحال ہے اس کی پیدائش اور وفات بھی نامعلوم ہے۔

دلیل نمبر ۴:

عثمان بن سوادہ کی حفص بن میسرہ سے ملاقات اور معاشرت ثابت نہیں ہے۔ حفص کی وفات ۱۸۱ھ ہے۔

دلیل نمبر ۵:

محمد بن حارث کی کتابوں میں ”اخبار القضاة والمحدثين“ کا نام تو ملتا ہے مگر ”اخبار الفقهاء والمحدثين“ کا نام نہیں ملتا دیکھئے الاکمال لابن ماکولا (۲۶۱/۳) الانساب للسمعانی (۳۷۲/۲)

ہمارے اس دور کے معاصرین میں سے عمر رضا کی لہ نے ”اخبار الفقهاء والمحدثين“ کا ذکر کیا ہے۔ (معجم المؤلفین ۲۰۴/۳)

اس طرح معاصر خیر الدین الزرکلی نے بھی اس کتاب کا ذکر کیا ہے (الاعلام ۷/۶)

جدید دور کے یہ حوالے اس کی قطعی دلیل نہیں ہیں کہ یہ کتاب محمد بن حارث کی ہی ہے۔ قدیم علماء نے اس کتاب کا کوئی ذکر نہیں کیا۔

دلیل نمبر ۶:

مخالفین رفع یدین جس روایت سے دلیل پکڑ رہے ہیں اس کے شروع میں لکھا ہوا ہے کہ:

”وكان يحدث بحديث رواه مسنداً في رفع اليدين وهو من غرائب الحديث وأراه من شواذها“

اور وہ رفع یدین کے بارے میں ایک حدیث سند سے بیان کرتا تھا۔ یہ غریب حدیثوں میں سے ہے اور میں

سمجھتا ہوں کہ یہ شاذ روایتوں میں سے ہے۔ (اخبار الفقهاء والمحدثین ص ۲۱۴)

یہ عام طالب علموں کو بھی معلوم ہے کہ شاذ روایت ضعیف ہوتی ہے۔

غلام مصطفیٰ نوری صاحب نے ”کمال دیانت“ سے کام لیتے ہوئے ”من شواذها“ کی جرح کو چھپالیا ہے۔

ان دلائل کا تعلق سند کے ساتھ ہے۔ اب متن کا جائزہ پیش خدمت ہے۔

دلیل نمبر ۷:

اس روایت کے متن میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کرنے کے بعد رکوع والا رفع یدین چھوڑ دیا۔ جبکہ صحیح و مستند احادیث سے ثابت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں رفع یدین کرتے تھے۔

ابو قلابہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ جب نماز پڑھتے تو تکبیر کے ساتھ رفع یدین کرتے اور جب رکوع کرتے تو رفع یدین کرتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو رفع یدین کرتے اور فرماتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح کرتے تھے۔ (صحیح مسلم ج ۱ ص ۱۶۸ ح ۳۹۱ صحیح بخاری ج ۱ ص ۱۰۲ ح ۳۷۷ و نور العینین ص ۸۳)

مالک بن حویرث اللیشی رضی اللہ عنہ اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تھے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم (مدینہ منورہ میں) غزوہ تبوک کی تیاری کر رہے تھے دیکھتے فتح الباری (ج ۲ ص ۱۱۰ ح ۶۲۸)

وائل بن حجر الحضرمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ شروع نماز، رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد رفع یدین کرتے تھے۔ (صحیح مسلم ج ۱ ص ۱۷۳ ح ۴۰۱ و نور العینین ص ۸۹)

یعنی حنفی لکھتے ہیں کہ: ”وائل بن حجر أسلم في المدينة في سنة تسع من الهجرة“ اور وائل بن حجر مدینہ میں نو (۹) ہجری کو مسلمان ہوئے تھے (عمدة القاری ج ۵ ص ۲۷)

۹ھ میں جو وفود نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تھے، حافظ ابن کثیر الدمشقی نے ان میں وائل رضی اللہ عنہ کی آمد کا ذکر کیا ہے (البدایہ والنہایہ ج ۵ ص ۱۷۰ و نور العینین ص ۹۰)

اگلے سال (۱۰ھ) آپ دوبارہ آئے تھے، اس سال بھی آپ نے رفع یدین کا ہی مشاہدہ فرمایا تھا (سنن ابی داؤد و بحوالہ نور العینین ص ۹۰)

معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ میں رفع یدین نہیں چھوڑا بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں بھی رکوع

ماہنامہ ”الحديث“ حضور ﷺ

14

شماره: 11

عمر رضی اللہ عنہما اس نامعلوم و مجہول جاہل کو ماریں جو رفع یدین نہیں کرتا تھا۔ امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: کسی ایک صحابی سے رفع یدین کا نہ کرنا ثابت نہیں ہے۔ [دیکھئے جزء رفع الیدین ۴۰، ۷۶، والمجموع للنووی ۴۰۵/۳ ونورالعینین ص ۱۵۱]

معلوم ہوا کہ رفع یدین نہ کرنے والا آدمی۔ صحابہ کرام میں سے نہیں تھا۔ بلکہ کوئی مجہول و نامعلوم شخص ہے۔

خلاصۃ التحقيق:

ان دلائل سابقہ سے یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ ”اخبار الفقہاء والمحدثین“ والی روایت موضوع اور باطل ہے۔ لہذا غلام مصطفیٰ نوری بریلوی صاحب کا اسے ”حدیث صحیح“ کہنا جھوٹ اور مردود ہے۔ وما علینا الا البلاغ (۲۱ محرم ۱۴۲۶ھ)

”بسم اللہ الرحمن الرحیم فضیلۃ الشیخ مکرمی و معظمی واجب الاحترام مدظلکم

السلام علیکم: درج ذیل روایت کے بارے میں مفصل و مدلل جامع اور زوردار اور جاندار تحقیق کے لیے آپ کو تکلیف دے رہا ہوں۔ میرے بے شمار عزیز دوست اور بزرگ اپنے مخصوص نظریہ اور طرز عمل کی وجہ سے میرے ساتھ الجھتے، لڑتے بھڑتے، تندوتیز اور معاندانہ رویہ اور سلوک روارکھتے ہیں [مَنْ كَانَ لَهُ إِمَامٌ فَقَرَأَ الْإِمَامُ لَهُ قِرَاءَةً]

امام محمد کی روایت پیش کرتے ہیں: أخبرنا أبو حنيفة قال حدثنا أبو الحسن موسى بن أبي عائشة عن عبد الله بن شداد بن الهاد عن جابر بن عبد الله عن النبي ﷺ قال من صلى خلف الإمام... حدیث من كان له إمام... [موطا امام محمد]

براہ کرم اس روایت کے بارے میں مکمل تحقیق سے بہرہ ور فرمائیں بہت ہی شکر گزار ہوں گا۔ اللہ تعالیٰ آپ کا حامی و ناصر ہو! آمین

براہ کرم اس کا جواب رسالہ ”الحديث“ میں شائع کر کے شکریہ کا موقع دیں۔

بندۂ ناچیز خادم المخلصین

عبد اللطیف کھوکھر 71-29-C مصریال روڈ۔ لین نمبر 12

کھوکھر ہاؤس راولپنڈی کینٹ“

الجواب:

حدیث: ((مَنْ كَانَ لَهُ إِمَامٌ فَقَرَأَ الْإِمَامُ لَهُ قِرَاءَةً)) کی تحقیق

حدیث: مَنْ كَانَ لَهُ إِمَامٌ فَقَرَأَ الْإِمَامُ لَهُ قِرَاءَةً کے مفہوم والفاظ کے ساتھ مختلف سندوں سے مروی ہے۔ یہ سندیں دو طرح کی ہیں:

اول: وہ اسانید جن میں کذاب، متروک، سخت مجروح اور مجہول راوی ہیں۔ مثلاً

- 1- حدیث جابر الجعفی عن أبی الزبیر عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ .. إلخ
[رواہ ابن ماجہ، ج: ۸۵۰]
- جابر الجعفی: متروک ہے، دیکھئے کتاب الکئی والاساءل امام مسلم (ق ۹۶ کنیت: أبو محمد) و کتاب الضعفاء والمتر و کین للإمام
النسائی (۹۸) وقال الزیلعی: ”و کذبہ أيضاً یوب و زائدة“ اور اسے یوب (الستیانی) اور زائدہ نے کذاب
کہا ہے (نصب الراية ۳۴۵)
- 2- حدیث أبی ہارون العبدی عن أبی سعید الخدری رضی اللہ عنہ إلخ .. رواہ ابن عدي فی
الکامل (۵۲۴ / ۱ ترجمہ إسماعیل بن عمرو بن نجیح)
ابو ہارون: متروک ہے، دیکھئے کتاب الضعفاء والمتر و کین للنسائی (۷۴۶)
ابو ہارون کے بارے میں زیلعی حنفی نے حماد بن زید کا قول نقل کیا ہے کہ: ”کان کذاباً“ یعنی وہ کذاب (بڑا جھوٹا)
تھا، دیکھئے نصب الراية (ج ۴ ص ۲۰۱)
- 3- حدیث سهل بن عباس الترمذی بسندہ إلخ رواہ الدارقطنی (۴۰۲ / ۱ ح ۱۴۸۶) وقال:
”هذا حدیث منکر ، وسهل بن العباس: متروک“
اصول حدیث میں یہ مقرر ہے کہ متروک وغیرہ سخت مجروح راویوں کی روایت مردود ہوتی ہے۔ مثلاً
حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں: ((لأن الضعف يتفاوت فمنه مالا يزول بالمتابعات یعنی لا يؤثر كونه
تابعاً أو متبوعاً كرواية الكذابين والمتروكين))
”کیونکہ ضعف کی قسمیں ہوتی ہیں، بعض ضعف متابعات سے بھی زائل نہیں ہوتے جیسے کذابین و متروکین
کی روایت، یہ نہ مؤید ہو سکتی ہے اور نہ تائید میں فائدہ دیتی ہے“ (اختصار علوم الحديث ص ۳۸ تقریفات آخری للحسن، النوع ۴)
اس تمہید کے بعد اس روایت (من كان له إمام إلخ) کی ان سندوں پر جامع بحث پیش خدمت ہے جن پر مخالفین
قرأت فاتحہ خلف الامام کو ناز ہے۔ واللہ هو الموفق
- ا: محمد بن الحسن الشیبانی: أخبرنا أبو حنيفة قال: حدثنا أبو الحسن موسى بن أبي
عائشة عن عبد الله بن شداد بن الهاد عن جابر بن عبد الله “ إلخ (موطأ الشيباني ص ۹۸ ح ۱۱۷)
اس روایت میں عبد اللہ بن شداد اور جابر رضی اللہ عنہ کے درمیان ”ابو الولید“ کا واسطہ ہے۔ دیکھئے کتاب الآثار
المنسوبة إلى قاضي أبي يوسف (۱۱۳) وسنن الدارقطني (۳۲۵ ح ۱۲۲۳ وقال: أبو الوليد هذا مجهول) و کتاب
القرآن للبيهقي (ص ۱۲۵ ح ۳۱۴، ص ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴

نہیں کیا تاہم یہ معلوم ہے کہ جس نے ذکر کیا اس کی بات ذکر نہ کرنے والے کی روایت پر مقدم ہوتی ہے۔
اس روایت میں دوسری علت یہ ہے کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ بذاتِ خود اپنی اس بیان کردہ روایت کو باطل سمجھتے تھے۔ ابو عبد الرحمن المقرئ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

((كان أبو حنيفة يحدثنا ، فإذا فرغ من الحديث قال : هذا الذي سمعتم كله ربح و باطل))
”ابو حنیفہ ہمیں حدیثیں سناتے تھے۔ جب حدیث (کی روایت) سے فارغ ہوتے تو فرماتے: یہ سب کچھ، جو تم نے سنا ہے ہوا اور باطل ہے“ [کتاب الجرح والتعديل لابن ابی حاتم ج ۸ ص ۴۵۰ وسندہ صحیح]
ایک دوسری روایت میں امام ابو حنیفہ فرماتے ہیں کہ: ((عامة ما أحدثكم خطأ))
”میں تمہیں جو عام حدیثیں بیان کرتا ہوں وہ غلط ہوتی ہیں“
[العلل الکبیر للترمذی ج ۲ ص ۹۶۶ وسندہ صحیح، والکامل لابن عدی ج ۳ ص ۲۴۷ وتاریخ بغداد ج ۱ ص ۲۵۵]
ایک دوسری روایت میں امام ابو حنیفہ نے اپنی کتابوں کے بارے میں فرمایا کہ:

((والله ما أدري لعله الباطل الذي لا شك فيه))
”اللہ کی قسم مجھے (ان کے حق ہونے کا) پتہ نہیں، ہو سکتا ہے کہ یہ ایسی باطل ہوں جن میں (باطل ہونے میں)
کوئی شک نہیں ہے۔“ [کتاب المعرفة والتاريخ للإمام يعقوب بن سفيان الفارسي ج ۲ ص ۸۲ وسندہ حسن]
اور یہ بات عام لوگ بھی بخوبی سمجھ سکتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ اپنی بیان کردہ حدیثوں اور کتابوں کے بارے میں بعد والوں کی بہ نسبت سب سے زیادہ جانتے تھے۔ یہ عین ممکن ہے کہ ابوالولید (مجبول) کی وجہ سے امام صاحب نے اپنی روایت کو باطل قرار دیا ہو، واللہ اعلم وعلمہ اتم،
۲: أحمد بن حنبل: ”حدثنا أسود بن عامر: أخبرنا حسن بن صالح عن أبي الزبير عن جابر“ إلخ
(مسند احمد، الموسوعة الحديثية ج ۱ ص ۱۲۲۳ ح ۱۴۶۴۳)

یہ روایت دو وجہ سے ضعیف ہے۔
اول: ابوالزبیر الہکمی مدلس ہے بلکہ ”مشہور بالتدلیس“ ہے۔ (طبقات المدلسین، المرتبہ الثالثہ ج ۱ ص ۱۰۱) یہ روایت عن سے ہے۔ اصول حدیث میں یہ مقرر ہے کہ مدلس کی (غیر صحیحین میں) عن والی روایت ضعیف ہوتی ہے۔ [دیکھئے مقدمۃ ابن الصلاح مع التقييد والایضاح (ص ۹۹) والنسبة المحققة ص ۱۶۱]
دوم: حسن بن صالح اور ابوالزبیر کے درمیان جابر الجعفی (متروک) کا واسطہ ہے دیکھئے مسند احمد (ج ۳ ص ۳۳۹ ح ۱۴۶۹۸) والتحقیق فی اختلاف الحديث لابن الجوزی (۳۲۰/۱ ح ۵۲۷)
تنبیہ: یہ بات انتہائی حیران کن ہے کہ ابن الترمکانی حنفی نے ابوالزبیر کی تدلیس سے قطع نظر کرتے ہوئے، اس ضعیف و

دوسرا مسئلہ:

نماز عید کے خطبہ کے بعد امام اور مقتدی کامل کراجماعی دعا کرنا کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے بخاری والی روایت جس میں حیض والی عورتوں کو بھی مسلمانوں کی دعاؤں میں شریک ہونے کا حکم دیا گیا ہے اس کی بھی وضاحت کریں نیز کون سے علمائے اہلحدیث اور محدثین اس اجتماعی (دعا) کے قائل نہیں ہیں باحوالہ جواب دے کر عند اللہ ماجور ہوں۔

تیسرا مسئلہ:

کیا صلی اللہ علیہ وسلم کسی صحیح حدیث سے کہنا ثابت ہے۔

چوتھا مسئلہ:

قنوت وتر میں دعائے قنوت کے علاوہ مزید دعائیں مانگ سکتے ہیں۔

پانچواں مسئلہ:

قرآن مجید میں بعض سورتوں کی آیتوں میں مختلف جواب مروی ہیں جب نماز میں ان سورتوں کو پڑھا جائے تو کیا امام اور مقتدی دونوں کو ان کا جواب دینا چاہیے۔ جیسے سبح اسم ربک الاعلیٰ کا جواب اور سورۃ الغافیۃ کے آخر میں اللھم حاسبنا حساباً یسیراً کہنا

چھٹا مسئلہ:

سورۃ بقرہ کی آخری دو آیتوں کو جب بطور دعا قنوت نازلہ میں پڑھیں تو کیا اس کے جواب میں آمین کہنا ٹھیک ہے اگر اکیلے نماز سے علیحدہ قرآن مجید پڑھ رہا ہے کیا تب بھی ہر لفظ کے آخر میں آمین کہہ سکتا ہے۔ جزاکم اللہ خیراً محمد رمضان سلفی محلہ اقبال نگر مین گلی نزد جامع مسجد بیت المکرم اہلحدیث تحصیل ضلع پاکپتن

مسجد میں میت کا اعلان اور اطلاع؟

الجواب:

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، جوابات درج ذیل ہیں:

❗ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

”أن رسول الله ﷺ نعى النجاشي في اليوم الذي مات فيه“

بے شک رسول اللہ ﷺ نے نجاشی (رضی اللہ عنہ) کی موت کی خبر اس وقت دی، جس دن نجاشی فوت ہوئے

تھے۔ [صحیح البخاری: ۱۲۳۵، صحیح مسلم: ۹۵۱/۶۲]

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ لوگوں کو میت کی اطلاع دینا جائز ہے۔ حافظ ابن حجر لکھتے ہیں:

”وفائدة هذه الترجمة الإشارة إلى أن النعي ليس ممنوعاً كله“

اور (امام بخاری کے) اس باب کا فائدہ یہ ہے کہ میت کی اطلاع دینا، تمام حالتوں میں ممنوع نہیں ہے۔

[فتح الباری ۱۱/۳ باب الرجل ينعي إلى أهل الميت بنفسه]

رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کی بیوی (ام عبد الحمید رضی اللہ عنہا، دیکھئے الإصابۃ ص ۱۸۱) سے روایت ہے کہ: رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ عصر کے بعد فوت ہوئے تو عبد اللہ بن عمر (رضی اللہ عنہما) سے کہا گیا: رافع بن خدیج فوت ہو گئے ہیں۔ آپ ان پر رحم کی دعا کریں (یعنی جنازہ پڑھیں)۔ انہوں نے فرمایا: رافع جیسے آدمی کا جنازہ اس وقت تک نہیں نکلتا چاہیے جب تک مدینے کے ارد گرد بستیوں والوں کو بھی اطلاع دے دی جائے۔ پھر ہم جب (صبح کے وقت) ان کا جنازہ لے کر نکلے تو ابن عمر (اور دوسرے لوگوں) نے جنازہ پڑھا، ابن عمر (رضی اللہ عنہ) قبر کے سر کے پاس بیٹھ گئے۔ الخ [المعجم الکبیر للطبرانی ج ۴ ص ۲۳۹ ح ۴۲۴، السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۴ ص ۷۴]

اس روایت کی سند صحیحی بن عبد الحمید بن رافع کی دادی (ام عبد الحمید رضی اللہ عنہا) تک صحیح ہے۔

بلال بن یحییٰ العباسی الکوفی عن حذیفہ بن الیمان کی سند سے روایت ہے کہ (سیدنا) حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب میں فوت ہو جاؤں تو میرا اعلان نہ کرنا، مجھے یہ ڈر ہے کہ یہ نعی (میت کی خبر) نہ بن جائے، کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی سے منع فرماتے ہوئے سنا ہے۔

[سنن ترمذی ۹۸۶ وقال: ”هذا حديث حسن“ وابن ماجه: ۱۴۷]

اس سنہ کو حافظ ابن حجر نے فتح الباری (۱۱/۳) میں اور شیخ البانی رحمہ اللہ نے احکام الجنائز (ص ۳۱) میں حسن کہا ہے۔ (!)

حافظ ابن حجر بذات خود لکھتے ہیں کہ: ”وقال الدوري عن ابن معين: روايته عن حذيفة مرسله“

اور (عباس) الدوری نے صحیحی بن معین سے نقل کیا کہ: بلال مذکور کی حذیفہ سے روایت مرسل ہے۔

[تہذیب التہذیب ۴/۱۳۳]

یہ روایت عباس الدوری کی تاریخ میں نہیں ملی لیکن بغیر قوی دلیل کے حافظ ابن حجر کی نقل کو رد کرنا محل نظر ہے۔

ابن ابی حاتم کہتے ہیں کہ:

”روی عن حذيفة .. بلغني عن حذيفة“

اس نے حذیفہ سے روایت کی ہے، وہ کہتا ہے: مجھے یہ بات حذیفہ سے پہنچی ہے۔ [الجرح والتعديل ۳۹۶/۲]

اس سے بھی عباس الدوری والے حوالے کی تائید ہوتی ہے۔

خلاصہ یہ کہ یہ روایت منقطع ہے لہذا ضعیف ہے۔ اس کی تائید کرنے والی ایک روایت سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

سے مروی ہے۔ (سنن الترمذی: ۹۸۴، ۹۸۵)

یہ روایت ابو حمزہ میمون الاعور کے ضعیف ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے۔ (ابو حمزہ ضعیف تقریب: ۷۰۵۷)
ابو میسرہ (عمر بن شریل الحمدانی: ثقہ عابد خضرم) علقمہ اور اسود (بن یزید) نے یہ وصیت کی تھی کہ: ہماری میت کا کسی
کے سامنے اعلان نہ کیا جائے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ: ۳/۵۷۲ ح ۱۱۲۰۹ وسندہ صحیح)

ابو وائل (شقیق بن سلمہ ثقہ تابعی) نے اپنی وفات کے وقت فرمایا: ”إِذَا أُنَامْتُ فَلَا تُؤْذِنُونِي أَحَدًا“

جب میں فوت ہو جاؤں تو کسی کے سامنے میرا اعلان نہ کرنا۔ (ابن ابی شیبہ: ۱۱۲۰۸ وسندہ صحیح)

ابراہیم نخعی سے روایت ہے کہ لوگ نبی (میت کی خبر اور اعلان) کو مکروہ سمجھتے تھے۔ ابن عون (اس کے راوی) کہتے ہیں
کہ: اگر کوئی شخص (جاہلیت میں) مرجاتا تو ایک آدمی کسی جانور پر سوار ہو جاتا اور چیخ چیخ کر اعلان کرتا کہ فلاں شخص
فوت ہو گیا ہے۔ (سنن سعید بن منصور بحوالہ فتح الباری: ۳/۱۷۳ وسندہ صحیح)

محمد بن سیرین (تابعی) فرماتے ہیں کہ:

”آدمی اگر جنازے کے لیے اپنے دوستوں ساتھیوں کو خبر دے تو کوئی حرج نہیں ہے“

[ابن ابی شیبہ: ۳/۶۷۳ ح ۱۱۲۱۸ وسندہ صحیح]

محدث کبیر مولانا عبدالرحمن مبارکپوری رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۵۳ھ) لکھتے ہیں کہ:

”قراہت مند اور دوست و احباب کو تجہیز و تکفین اور نماز جنازہ میں شریک ہونے کے لیے موت کی خبر دینا جائز ہے۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو اور صحابہ نے باہم ایک دوسرے کو موت کی خبر دی ہے۔ اور حدیث میں جو نبی کی
ممانعت آئی ہے سو نبی سے مطلق موت کی خبر دینا مراد نہیں ہے۔ بلکہ اس طرح پر موت کی خبر دینا مراد ہے جس طرح پر
زمانہ جاہلیت میں دستور تھا۔ حافظ ابن حجر نے بخاری کی شرح میں لکھا ہے:

”جاہلیت کا دستور تھا کہ جب کوئی مرتا تو کسی کو محلوں کے دروازوں پر اور بازاروں میں بھیجتے، وہ گشت کر کے

باوازا بلند اس کے مرنے کی خبر کرتا“ اور نہایت جزی وغیرہ میں لکھا ہے کہ: ”جب کوئی شریف آدمی مرتا یا قتل

کیا جاتا تو قبیلوں میں ایک سوار کو بھیجتے، جو چلا کر اس کی موت کی خبر کرتا کہ فلاں شخص مر گیا یا فلاں شخص کے

مرنے سے عرب ہلاک ہو گیا“ پس موت کی خبر جاہلیت کے اس طریقے پر دینا ممنوع و ناجائز ہے اور مجرد

(یعنی محض) موت کی خبر دینا جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ اور صحابہ نے باہم ایک دوسرے کو

دی ہے منع نہیں“ [کتاب الجنائز، طبع فاروقی کتب خانہ ملتان ص ۱۸]

ہمارے علاقے میں اگر کوئی خاص آدمی مرجاتا ہے تو اس کے ورثاء کی طرف سے ایک سوزو کی یا گاڑی میں لاؤڈ سپیکر

فٹ (نصب) کر کے سڑک سڑک، گلی گلی اعلان کیا جاتا ہے۔ معلوم یہی ہوتا ہے کہ یہ جاہلیت کی رسوم سے مشابہت ہے

واللہ اعلم

خلاصۃ البحث:

میت کی تجہیز، تکفین، نماز جنازہ اور تعزیت کے لیے مسجد کے لاؤڈ سپیکر پر میت کی وفات کا اعلان جائز ہے۔ اعلان سے منع والی روایت بلحاظ اصول حدیث ضعیف اور غیر ثابت ہے۔ وما علینا إلا البلاغ

عیدین کا خطبہ اور اجتماعی دعا

✽ خطبہ کے اختتام پر امام و مقتدیوں کا اجتماعی دعا کرنا اجتہادی مسئلہ ہے۔ بہتر یہی ہے کہ امام دعا کرے اور مقتدی آمین کہیں۔ میرے علم کے مطابق کسی محدث یا قابل اعتماد عالم نے اس حدیث سے عید کے دن اجتماعی دعا کا مسئلہ ثابت نہیں کیا ہے۔ مہلب (بن احمد بن ابی صفرہ الاسدی الاندلسی، متوفی ۴۳۵ھ) شارح صحیح بخاری نے لکھا ہے کہ: ”ویکن فیمن یدعو ویؤمن“ وہ (حافظہ) عورتیں دعا کرنے والوں اور آمین کہنے والوں میں شامل ہو جائیں۔ [شرح ابن بطال علی بن خلف متوفی ۴۴۹ھ، شرح البخاری ۴۷۱/۱] علمائے اہلحدیث کے اقوال معلوم کرنے کے لیے، خود ان سے رابطہ کریں۔

صلی اللہ علیہ وسلم کہنا

✽ احادیث کی مطبوعہ اور غیر مطبوعہ قلمی کتابوں میں تو اتر سے ثابت ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر پر صلی اللہ علیہ وسلم کہتے تھے۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”فینزل عیسیٰ بن مریم صلی اللہ علیہ وسلم“ الخ [صحیح مسلم درسی نسخہ ج ۱ ص ۳۹۲ و طبع دار السلام ص ۱۲۵۴ ج ۳ ص ۳۲۷ و ۲۸۹ دار السلام: ۷۲۸]

اس کے علاوہ اور حوالے بھی ہیں تاہم یہی ایک حوالہ کافی ہے۔

✽ قنوت وتر کو اگر قنوت نازلہ پر قیاس کیا جائے تو اور دعائیں بھی مانگ سکتے ہیں تاہم بہتر یہی ہے کہ صرف مسنون دعائے قنوت وتر ہی پڑھی جائے۔ سنت پر عمل کرنا غیر سنت پر عمل کرنے سے کروڑوں درجے بہتر ہے۔ [نیز دیکھئے ماہنامہ شہادت نومبر ۱۹۹۹ء ص ۳۳ جواب سوال نمبر ۶]

✽ تفصیلی بحث کے لیے دیکھئے ماہنامہ شہادت (جنوری ۲۰۰۰ء ص ۴۱)

مختصر عرض ہے کہ جن آیات کے جوابات احادیث و آثار سے ثابت ہیں تو یہ جوابات دیئے مسنون اور جائز ہیں۔ تاہم مقتدیوں کا ان آیات کے جوابات میں ”سبحان ربی الاعلیٰ“ وغیرہ کہنا ثابت نہیں۔ لہذا مقتدیوں کو خاموش رہنا چاہیے۔

ماہنامہ ”الحدیث“ حضرت 22 شمارہ: 11

”اللهم حاسبني حساباً يسيراً“ کہنا سند صحیح سے، اس مقام پر ثابت نہیں ہے۔
❖ دعائے قنوت پر آمین کہنا ثابت ہے۔ دیکھئے سنن ابی داؤد (ح ۴۳۳ باب القنوت فی الصلوۃ)
اکیلے اگر قرآن پڑھ رہا ہے تو قرأت قرآن کے دوران ان آیات پر آمین نہ کہے بہتر یہی ہے کہ سورہ بقرہ کی آخری
آیات کے علاوہ دوسری دعائیں قنوت میں پڑھیں۔ یاد رہے کہ قاری ان آیات پر آمین نہیں کہے گا۔
والسلام (۱۸ محرم ۱۴۲۶ھ)

دین میں تقلید کا مسئلہ

Settings\Administrator\Desktop\1.tif
not found.

الجواب:

- (۱) بے دلیل پیروی کو تقلید کہتے ہیں دیکھئے حسن اللغات (ص ۲۱۶) اور یہی مضمون ص ۱
 - (۲) گزشتہ صفحات پر یہ ثابت کر دیا گیا ہے کہ تقلید اور اتباع و اقتداء میں فرق ہے۔ اگر بلا دلیل ہو تو تقلید ہے اور اگر بادلیل ہو تو اقتداء و اتباع ہے۔
- اشرف علی تھانوی صاحب فرماتے ہیں کہ:

”تقلید کہتے ہیں امتی کا قول ماننا بلا دلیل۔ اللہ اور رسول کا حکم ماننا تقلید نہ کہلائیگا وہ اتباع کہلاتا ہے“
(الافاضات الیومیہ ۳/۱۵۹، اور یہی مضمون ص ۵)

(۳) قلا دہ علیحدہ لفظ ہے اور تقلید علیحدہ لفظ ہے۔

(۴) اشرف علی تھانوی صاحب دیوبندیوں کے ”حکیم الامت“ ہیں۔ بریلوی حضرات انہیں سخت گمراہ اور گستاخ رسول (ﷺ) سمجھتے ہیں۔ تھانوی صاحب اپنے بارے میں فرماتے ہیں کہ:

”اور اگر مجھ پر اطمینان ہو تو میں مطلع کرتا ہوں کہ میں جلاہا نہیں ہوں۔ رہا جاہل ہونا اس کا البتہ میں اقرار

کرتا ہوں کہ میں جاہل بلکہ اجہل ہوں“ (اشرف السوانح، قدیم ج ۱ ص ۶۹ و جدید ج ۱ ص ۷۲)

اشرف علی تھانوی صاحب نے مزید فرمایا کہ:

”ہمارے محاورہ میں ھد ھد بے وقوف کو کہتے ہیں اور میں بھی بے وقوف ہی سا ہوں مثل ھد ھد کے“

(الافاضات الیومیہ من الافادات القومیہ ملفوظات حکیم الامت ج ۱ ص ۲۶۶ ملفوظ نمبر ۴۰، و کا ذیب آل دیوبند ص ۸۹)
تھانوی صاحب کا ارشاد ہے کہ:

”اور میں اس قدر کبھی ہوں کہ ہر وقت بولتا ہی رہتا ہوں مگر پھر بھی نہ معلوم لوگ کیوں اس قدر مجھ کو ہوا بنائے

ہوئے ہیں“ (ملفوظات حکیم الامت ج ۱ ص ۳۸ ملفوظ ۱۵ و قصص الاکا بر ص ۳۰۱)

تھانوی صاحب مزاح میں اکثر فرمایا کرتے تھے کہ:

”میں نے قصائی کا دودھ پیا ہے اس لئے بھی میرے مزاح میں حدت ہے مگر الحمد للہ شدت نہیں“

(اشرف السوانح ج ۱ ص ۱۸، دوسرا نسخہ ج ۱ ص ۲۱)

(۵) یہ ساری تعریف خود ساختہ اور من گھڑت ہے۔ اس کی تردید کے لئے یہی کافی ہے کہ خود تھانوی صاحب نے بے

دلیل بات ماننے کو تقلید اور اللہ و رسول کا حکم ماننے کو اتباع قرار دیا ہے، دیکھئے ص ۵

(۶) گزشتہ صفحات پر یہ ثابت کر دیا گیا ہے کہ حدیث (یعنی روایت) ماننا تقلید نہیں ہے دیکھئے ص ۲، وغیرہ، کسی ایک امام یا مستند عالم نے روایت ماننے کو تقلید نہیں کہا۔ امام ابو حنیفہ بھی تو روایتیں مانتے تھے۔ کیا وہ مجتہد نہیں بلکہ صرف مقلد ہی تھے؟

(۷) صحیح یا ضعیف ماننا تقلید نہیں ہے۔ اس طرح راوی پر جرح (و تعدیل) ماننا بھی تقلید نہیں ہے۔ امام ابواسحاق ابراہیم

بن محمد الاسفرائینی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”ولا یكون تقلیداً فی جرحه لأن هذا دلیلہ و حجتہ“

اور اس کی جرح مان لینا تقلید نہیں ہے کیونکہ یہی اس کی دلیل اور حجت ہے۔

(جواب الحافظ المنذری عن أسئلة الجرح والتعديل ص ۶۳، ۶۴)

شماره: 11	25	ماہنامہ ”الحدیث“ حضور
خود ساختہ ،		(۸) یہ ساری شقیں
ہیں -		من گھڑت اور مردود
ان کی تائید		اوکاڑوی صاحب نے
الفریقین عالم		کے لئے کسی مستند عند
کیا۔		کا کوئی حوالہ پیش نہیں

الجواب: ص ۴
(۱) تقلید کے بارے میں لغت اور اصول فقہ سے ثابت کر دیا گیا ہے کہ بے دلیل پیروی اور اندھا دھند بے سوچے سمجھے اتباع کا نام ہے۔ دیکھئے ص ۱۰ تا ۱۱
ظاہر ہے کہ دین میں غیر نبی کی: بے دلیل، اندھا دھند اور بے سوچے سمجھے پیروی کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔ لہذا اسے جائز قرار دینا غلط ہے۔

(۲) گزشتہ صفحات میں یہ بھی ثابت کر دیا گیا ہے کہ مقلدین حضرات مثلاً دیوبندیہ و بریلویہ: اللہ و رسول کے مقابلے میں اپنے مزعوم امام یا مزعوم فقہ و نظریات کی تقلید کرتے ہیں، دیکھئے ص ۲۰ یا ۲۱ لہذا مروج تقلید میں کفار و مخالفین کتاب و سنت کی مشابہت ہے۔ تقلید کے خلاف علماء کرام نے آیات و احادیث و اجماع و آثار سے استدلال کیا ہے۔ اور انہیں آیات کریمہ میں کفار کے کفر نے استدلال کرنے سے نہیں روکا، دیکھئے ص ۲۱ و اعلام الموقعین (۱۹۱/۲)

(۳) اللہ اور رسول ﷺ کی بات سمجھ کر عمل کرنا تقلید نہیں بلکہ اتباع کہلاتا ہے (دیکھئے ص ۵)

(۴) جو مسئلہ کتاب و سنت و اجماع میں نہ ملے، اب اجتہاد کرنے والا اجتہاد کرے گا۔ اگر مجتہدین کا اختلاف ہو تو پھر کس کی بات حجت ہوگی؟ کیا اللہ یا رسول نے یہ حکم دیا ہے کہ اگر علماء کے درمیان حلال و حرام کا اختلاف ہو تو پھر جو عالم پسند آئے اس کی رائے کی تقلید کر لو؟

(۵) حدیث کو صحیح یا ضعیف قرار دینے والے اصول کا بڑا حصہ اجماعی ہے، مثلاً دیکھئے مقدمہ ابن الصلاح مع التنبیہ والا ایضاً ص ۲۰ (تعریف الحديث الفصح)

جن میں اختلاف ہے وہاں رائج و مرجوح دیکھ کر فیصلہ کیا جائے گا۔ تقلید کا یہاں کوئی عمل دخل نہیں ہے۔

(۶) ”القياس مظهر لا مثبت“ یہ قول امام ابوحنیفہ سے باسند صحیح ثابت نہیں ہے شرح عقائد نفی کا حوالہ فضول ہے شرح عقائد کا مصنف سعد الدین مسعود بن عمر تفتازانی، ۱۲ھ یا ۲۲ھ میں پیدا ہوا اور ۹۲ھ میں فوت ہوا، دیکھئے ارشاد الطائین فی احوال المصنفین ص ۶۵، ۶۶

اوکاڑوی صاحب کے مقلدین پر یہ قرض واجب الاداء ہے کہ وہ صاحب شرح عقائد سے لے کر ابوحنیفہ رحمہ اللہ تک صحیح و متصل سند پیش کریں۔ اگر ہم کوئی بے سند حوالہ پیش کر دیں تو یہ لوگ چیخنا چلانا شروع کر دیتے ہیں، مثلاً درج ذیل کتابوں میں بغیر کسی سند کے لکھا ہوا ہے کہ امام ابوحنیفہ نے تقلید سے منع کیا ہے۔

مقدمۃ عمدۃ الرعاۃ فی حل شرح الوقایہ ص ۹، لمحات النظر فی سیرت الإمام زفر للکوثری ص ۲۱، مجموع فتاویٰ ابن تیمیہ ج ۲ ص ۲۰، ۲۱، ۱۰، اعلام الموقعین لابن القيم ج ۲ ص ۲۰، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، الرذی علی من اخلد إلى الارض ص ۱۳۲

لطیفہ: راقم الحروف نے ۸ رجب ۱۴۱۵ھ کو قاری چن محمد دیوبندی مماتی کی ”خدمت“ میں ایک خط میں لکھا تھا کہ:

”امام ابوحنیفہ نے اپنی تقلید سے منع کیا ہے (فتاویٰ ابن تیمیہ، حجة اللہ البالغہ ج ۱ ص ۱۵۷ وغیرہا) آپ ان کی تقلید کیوں کرتے ہیں؟“ (معروضات کے جوابات ص ۴)

اس کے جواب میں قاری چن محمد صاحب نے لکھا کہ:

”امام ابوحنیفہ کا قول سند کے ساتھ پیش کریں کہ آپ نے اجتہادی مسائل میں تقلید کو منع کیا ہے۔ آپ کی دیانتداری ان شاء اللہ اب واضح ہوگی؟“ (معروضات کے بے تکیہ جوابات پر تبصرہ ص ۷)

اگر ہم فقہ حنفی کے کسی مسئلہ کی امام ابوحنیفہ تک سند طلب کر بیٹھیں تو انہیں سانپ سونگھ جاتا ہے۔

(۷) خلفائے راشدین کے بہت سے ایسے مسئلے ہیں جن میں کوئی اختلاف نہیں مگر اس کے باوجود دیوبندی و بریلوی و حنفی حضرات ان مسئلوں کو نہیں لیتے بلکہ ان کی مخالفت کرتے ہیں مثلاً

۱: سیدنا ابوبکر الصديق رضی اللہ عنہ نے غیر شادی شدہ زانی کو کوڑے لگا کر (ایک سال کے لئے) جلاوطن کر دیا (سنن الترمذی کتاب الحدود باب ماجاء فی النبی ح ۱۳۳۸ و سندہ صحیح) جبکہ اس کے سراسر برعکس حنفی حضرات ایسے زانی کو جلاوطن کرنے کے قائل نہیں ہیں دیکھئے الحدایہ (ج ۱ ص ۵۱۲ کتاب الحدود)

۲: سیدنا عمر الفاروق رضی اللہ عنہ نے تجود القرآن کے بارے میں فرمایا:

”فمن سجد فقد أصاب ومن لم يسجد فلا إثم عليه“

پس جس نے سجدہ کیا تو اس نے ٹھیک کیا اور جس نے سجدہ نہیں کیا تو اس پر کوئی گناہ نہیں ہے۔

(صحیح البخاری: ۱۰۷۷)

اس کے برعکس حنفی و دیوبندی و بریلوی حضرات یہ کہتے پھرتے ہیں کہ تجود القرآن واجب ہیں اور نہ کرنے والا گناہ گار ہے۔

۳: سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ ایک وتر پڑھتے تھے (السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۳ ص ۲۵ و شرح معانی الآثار للطحاوی ج ۱ ص ۲۹۴ و سنن الدارقطنی ج ۲ ص ۳۴ ح ۱۶۵۷) اس کی سند حسن ہے، فلیح بن سلیمان بخاری و مسلم کا راوی اور حسن الحدیث ہے۔

اس کے برعکس
حنفی حضرات ایک
عام دیوبندی و بریلوی
رکعت وتر کے منکر ہیں

۴: سیدنا علی
جراہوں پر مسح کیا
ص ۴۶۲ و سندہ صحیح
جبکہ یہ لوگ (حنفی
جراہوں پر مسح کے
نتیجہ: دیوبندی و بریلوی حضرات خلفائے راشدین کے مخالف ہیں۔

الجواب: ص ۵

(۱) کتاب وسنت کے ماہر یعنی عالم دین سے مسئلہ پوچھنا کہ ”اس میں کتاب وسنت کا کیا حکم ہے“ تقلید نہیں ہے بلکہ اتباع و اقتداء ہے۔ اہل حدیث اسی کے قائل و عا می (جاہل) کتاب و سنت و سنت کا مسئلہ کرے والحمد للہ ہی نہیں ہے۔

(۲) کتاب و کتاب وسنت پر مستند عالم نے تقلید نہیں قرار دیا۔

(۳) امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ غیر مقلد تھے۔ اشرف علی تھانوی دیوبندی فرماتے ہیں کہ: ”ہم خود ایک غیر مقلد کے معتقد اور مقلد ہیں، کیونکہ امام اعظم ابوحنیفہ کا غیر مقلد ہونا یقینی ہے“ (مجالس حکیم الامت از مفتی محمد شفیع دیوبندی ص ۳۴۵ و حقیقت حقیقت الالحاد از امداد الحق شیووی ص ۷۰) امام ابوحنیفہ کا ”غیر مقلد“ ہونا صراحت سے درج ذیل کتابوں میں بھی لکھا ہوا ہے حاشیہ الطحاوی علی الدر المختار ج ۱ ص ۵۱، معین الفقہ ص ۸۸

(۴) امام ابوحنیفہ غیر مقلد کے بارے میں یہ قطعاً ثابت نہیں ہے کہ وہ کبھی امام کو گالیاں دیتے اور کبھی مقتدیوں سے لڑتے، لہذا اوکاڑوی صاحب نے اس عبارت ”غیر مقلد کی تعریف“ میں امام ابوحنیفہ کی توہین کی ہے۔

الجواب: ص ۶

(۱) اشرف علی تھانوی صاحب نے لکھا ہے کہ:

”مگر دیکھا جاتا ہے کہ بوجہ اختلاف آراء علماء و کثرت روایات مذہب واحد معین کے مقلدین میں بھی عوام کیا خواص میں مخاصمت و منازعت واقع اور غیر مقلدین میں بھی اتفاق و اتحاد پایا جاتا ہے غرض اتفاق و اختلاف

دونوں جگہ ہے“ (تذکرۃ الرشید ج ۱ ص ۱۳۱)

حنفی و شافعی مقلدین کے درمیان طویل خونریز جنگیں ہوئی ہیں دیکھئے معجم البلدان (ج ۱ ص ۲۰۹، اصبحان) والکامل فی التاريخ لابن الاثیر (ج ۹ ص ۹۲ حوادث سنہ ۵۶۰ھ) و معجم البلدان (ج ۳ ص ۱۱۷، ری)

(۲) اوکاڑوی صاحب کا یہ بیان، اس مفہوم کے ساتھ تجلیات صفدر (ج ۱ ص ۶۲۱ مطبوعہ فیصل آباد) میں بھی موجود ہے۔ اس بیان کا خلاصہ یہ ہے کہ وحید الزمان و نور الحسن و نواب صدیق حسن خان کی کتابیں تمام اہل حدیث علماء و عوام کے نزدیک غلط و مسترد ہیں۔ لہذا اثبات ہوا کہ وحید الزمان و غیرہ کی کتابیں اور حوالے اہل حدیث کے خلاف پیش کرنا

غلط اور مردود ہے۔

وحید الزمان حیدر آبادی نے خود لکھا ہے کہ:

”مجھ کو میرے ایک دوست نے لکھا کہ جب سے تم نے کتاب ہدیۃ المحدثی تالیف کی ہے تو اہل حدیث کا ایک بڑا گروہ جیسے مولوی شمس الحق مرحوم عظیم آبادی اور مولوی محمد حسین لاہوری اور مولوی عبداللہ صاحب غازی پوری اور مولوی فقیر اللہ پنجابی settings\Administrator\Desktop\7.tif not found. اور مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری و بد دل ہو اہل اعتقاد تم میں نے اللہ کوئی مجھ رکھے۔“

(لغات الحديث ،

ص ۵۰، ج ۲)

لکھا ہے کہ:

للعامی من

کتاب الشیخ

وحید الزمان نے

”ولا بد

تقلید مجتہد أو مفتی“ یعنی عامی کے لئے مجتہد یا مفتی کی تقلید ضروری ہے۔

(نزل الابرار من فقہ النبی المختار ص ۷ مجموعہ رسائل اوکاڑوی ج ۱ ص ۳۵۶، غیر مقلدین کی فقہ کے دو سو مسائل، تصنیف اوکاڑوی ص ۴ فقرہ: ۱۴)

معلوم ہوا کہ وحید الزمان اہل حدیث نہیں بلکہ تقلیدی تھا، لہذا اس کا کوئی حوالہ اہل حدیث کے خلاف پیش نہیں کرنا چاہئے۔

لطیفہ: دیوبندیوں نے صحیح بخاری کی شرح ”فضل الباری“ لکھی ہے جس میں وحید الزمان حیدر آبادی کا ترجمہ اپنی مرضی

ماہنامہ ”الحديث“ حضور ﷺ 31 شمارہ: 11

اور خوشی سے منتخب کر کے لکھا ہے چنانچہ محمدؐ کی صدیقی دیوبندی داماد شبیر احمد عثمانی دیوبندی لکھتے ہیں کہ:
”چنانچہ طے ہوا کہ مولانا وحید الزمان کا اردو ترجمہ دوسرے کالم میں دیا جائے۔ اس ترجمہ کی شمولیت میں میرا
بھی مشورہ شامل ہے کیونکہ خود علامہ عثمانی کو یہ ترجمہ پسند تھا“ (فضل الباری ج ۱ ص ۲۳)
کیا خیال ہے اگر دیوبندیوں کے خلاف وحید الزمان کے حوالے پیش کرنے شروع کر دیئے جائیں تو؟
(۳) ان مرد و کتابوں کو اہل حدیث کے خلاف وہی شخص پیش کرتا ہے جو خود بڑا ظالم ہے۔
(۴) قلائد قلاہ کی جمع ہے، یہ دونوں لفظ علیحدہ ہیں اور تقلید علیحدہ لفظ ہے۔ اختلاف قلاہ و قلائد میں نہیں بلکہ تقلید میں
ہے۔ موضوع سے فرار کی کوشش کرنا شکست فاش کی علامت ہوتی ہے۔

الجواب: ص ۷

(۱) یہ روایت مشکوٰۃ المصابیح (ج ۲۱۸) میں بحوالہ ابن ماجہ (۲۲۴) مذکور ہے۔ اس کا راوی حفص بن سلیمان القاری جمہور
محدثین کے نزدیک روایت حدیث میں سخت مجروح ہے۔ زیلعی حنفی نے دارقطنی سے نقل کیا: ”حفص ہذا ضعیف“
(نصب الراية ۱۱۰/۳) نیز دیکھئے نصب الراية (ج ۳ ص ۲۸۰) بوسیری نے زوائد ابن ماجہ میں لکھا کہ:
”هذا إسناد ضعيف لضعف حفص بن سليمان البزار“ (ج ۲۲۴)

(۲) مرسل و مدلس وغیرہ اصطلاحات کے جواز پر اجماع ہے جبکہ تقلید کے ممنوع ہونے پر خیر القرآن کا اجماع ہے۔
(۳) اجماع جو ثابت ہو، شرعی دلیل ہے دیکھئے الحديث حضور: ص ۴، و ابراء اهل الحديث والقرآن للحافظ عبد اللہ غازی پوری رحمہ اللہ (ص ۳۲)

(۴) کتاب و سنت و اجماع و آثار سلف صالحین نہ ہونے کی حالت میں، اگر اضطراب ہو تو قیاس کرنا جائز ہے، یہ قیاس و اجتہاد عارضی و وقتی ہوتا ہے اسے دائمی قانون کی حیثیت نہیں دی جاسکتی، یاد رہے کہ کتاب و سنت و اجماع و آثار سلف صالحین کے سراسر خلاف قیاس کرنا جائز نہیں ہے۔ اس مخالف قیاس کرنے والے کے بارے میں امام محمد بن سیرین رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”أول من قاس إبليس و ما عبدت الشمس والقمر إلا بالمقاييس“
سب سے پہلے قیاس ابلیس نے کیا اور سورج و چاند کی عبادت قیاسوں کے ذریعے ہی کی گئی۔

(سنن الدارمی ۱/۶۵ ج ۱۹۵ و سند حسن)

بے ہودہ اور فضول قیاس بھی ناقابل قبول ہے مثلاً حنفیوں و دیوبندیوں و بریلویوں کا یہ قیاسی مسئلہ ہے کہ:
”کتنا اٹھا کر نماز پڑھنی جائز ہے بشرطیکہ اس کا منہ بندھا ہوا ہو“ (فتاویٰ شامی ج ۱ ص ۵۳ و فیض الباری ج ۱ ص ۲۷۲ و بدائع الصنائع لکامسانی ج ۱ ص ۷۷)

(۵) حنفی و دیوبندی و بریلوی حضرات: امام شافعی و امام مالک و امام احمد کے قیاسات نہیں مانتے بلکہ صرف اور صرف اپنے مزعوم امام ابوحنیفہ اور فقہ حنفی کے مفتی بھائی قیاسات ہی مانتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ یہ لوگ ”قیاس شرعی“ کے منکر ہیں۔
(۶) ائمہ مجتہدین کی اتباع اگر بالذلیل ہو تو اس کے لئے اقتداء و اتباع کا لفظ مستعمل ہے اور اگر بلا دلیل، آنکھیں بند کر کے اندھا دھند ہو تو اسے تقلید کہتے ہیں جیسا کہ با دلائل گزر چکا ہے۔

(۷) طبقات حنفیہ وغیرہ کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ ان کتابوں کے مذکورین تقلید کرنے والے تھے۔ دیکھئے ص ۳۴ لطیفہ: طبقات مقلدین کے نام سے کوئی کتاب کسی مستند عالم و امام نے نہیں لکھی۔

الجواب: ص ۸

(۱) روایت اور رائے میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ مثلاً

۱: ایک سچا آدمی کہتا ہے کہ امین اوکاڑوی صاحب! آپ یہاں سے فوراً چلے جائیں (یہ اس آدمی کی رائے ہے)
۲: دوسرا سچا آدمی کہتا ہے کہ امین اوکاڑوی صاحب! آپ کے والد صاحب نے مجھے کہا ہے کہ امین کو کہو فوراً گھر آجائے، گھر میں آگ لگی ہوئی ہے (یہ اس آدمی کی روایت ہے)

اب ظاہر ہے کہ دوسرے آدمی کی بات سن کر اوکاڑوی صاحب اپنے گھر کی آگ بجھانے کے لئے دوڑنا شروع کر دیں گے۔ روایت اور گواہوں کی گواہی پر عمل کرنا تقلید نہیں کہلاتا۔ خواہ مخواہ یہ کہنا کہ کو اسفید ہے اور دودھ کالا ہے، یہ امین اوکاڑوی جیسے لوگوں کا ہی کام ہے۔

اس مثال کو مد نظر رکھتے ہوئے سمجھ لیں کہ قاریوں کی قرأت اور راویوں کی روایات، یہ سب باب روایت سے ہے۔ اور قیاس و اجتہاد کرنے والے کا قیاس و اجتہاد اس کی رائے میں سے ہے۔ امام ابوحنیفہ نے اپنے اقوال کو رائے قرار دیا ہے، دیکھئے ص ۲۸

اوکاڑوی صاحب کو اتنا بھی پتہ نہیں کہ رائے اور روایت میں فرق ہوتا ہے۔ قاری عاصم کوئی نے جو قرآن پڑھ کر سنایا تھا وہ اس کا اپنا گھڑا ہوا نہیں تھا بلکہ اس نے اپنے استادوں سے سنا تھا اور آگے پہنچا دیا۔ جبکہ رائے و قیاس وغیرہ تو خود گھڑے، بنائے اور اجتہاد کئے جاتے ہیں اور پھر یہ کہہ کر اعلان کر دیا جاتا ہے کہ: ”اگر یہ صحیح ہوا تو اللہ کی طرف سے ہے اور غلط ہوا تو میری اور شیطان کی طرف سے ہے“ کیا قرآن کی قرأت کے بارے میں بھی ایسا ہی اعلان کیا جاتا ہے؟

(۲) ان چاروں اماموں کے علاوہ اور بھی بے شمار اماموں و علماء کا مجتہد ہونا اجماع امت و آثارِ سلف سے ثابت ہے جبکہ مجتہد کی تقلید کا کوئی حکم نہ قرآن سے ثابت ہے اور نہ حدیث سے کیا آپ لوگوں کو کوئی ایسی آیت مل گئی ہے جس میں

ماہنامہ ”الحديث“ حضور ﷺ

34

شمارہ: 11

یہ لکھا ہوا ہے کہ آنکھیں بند کر کے، اندھا دھند، بے سوچے سمجھے، صرف ایک مجتہد کے قیاس و اجتہاد پر بغیر دلیل کے عمل کرو؟ سبحانک هذا بهتان عظیم

(۳) منہاج السنہ کی پوری عبادت مع ترجمہ و حوالہ پیش کرنا تمام دیوبندیوں پر فرض ہے۔ اب ہمارا حوالہ بھی پڑھ لیں شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

”ومن أهل السنة و الجماعة مذهب قديم معروف قبل أن يخلق الله أبا حنيفة ومالكا والشافعي وأحمد فإنه مذهب الصحابة ..“

مفہوم: ابوحنیفہ، مالک، شافعی اور احمد بن حنبل کے پیدا ہونے سے پہلے، اہل سنت والجماعت کا مذہب قدیم و مشہور ہے، کیونکہ یہ صحابہ کا مذہب ہے، رضی اللہ عنہم اجمعین

(منہاج السنہ ج ۱ ص ۲۵۶ مطبوعہ: دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان)

معلوم ہوا کہ امام ابوحنیفہ کی پیدائش سے پہلے اہل سنت والجماعت موجود تھے لہذا انگریزوں کے دور میں پیدا ہو جانے والے دیوبندیوں و بریلیوں کا اس لقب پر قبضہ غاصبانہ قبضہ ہے۔

(۴) دیوبندیوں کا اعتراف و اعلان ہے کہ تقلید نہ کرنے والے اہل حدیث، انگریزوں کے دور سے صدیوں پہلے روئے زمین پر موجود تھے۔

دلیل نمبر ۱: مفتی رشید احمد لدھیانوی دیوبندی نے لکھا ہے کہ:

”تقریباً دوسری تیسری صدی ہجری میں اہل حق میں فروعی اور جزئی مسائل کے حل کرنے میں اختلاف انظار کے پیش نظر پانچ مکاتب فکر قائم ہو گئے یعنی مذاہب اربعہ اور اہل حدیث۔ اس زمانے سے لے کر آج تک انہی پانچ طریقوں میں حق کو منحصر سمجھا جاتا رہا“

(احسن الفتاویٰ ج ۱ ص ۳۱۶ مودودی صاحب اور تحریپ اسلام ص ۲۰)

دلیل نمبر ۲: اشرف علی تھانوی صاحب فرماتے ہیں کہ:

”امام ابوحنیفہ کا غیر مقلد ہونا یقینی ہے“ (مجالس حکیم الامت ص ۳۴۵)

اور یہ عام لوگوں کو بھی معلوم ہے کہ امام ابوحنیفہ انگریزوں کے دور سے بہت پہلے گزرے ہیں۔

دلیل نمبر ۳: حافظ ابن القیم نے تقلید کے رد پر ضخیم کتاب ”اعلام الموقعین“ لکھی ہے۔

ظفر احمد تھانوی دیوبندی نے لکھا ہے کہ:

”لأننا رأينا أن ابن القيم الذي هو الأب لنوع هذه الفرقة“

کیونکہ ہم نے دیکھا کہ ابن القیم اس (تقلید نہ کرنے والے اہل حدیث) فرقے کی قسم کا باپ ہے۔

(اعلاء السنن ج ۲۰ ص ۸)

دلیل نمبر ۴: حافظ ابن حزم ظاہری صاحب تقلید کو حرام کہتے تھے دیکھئے ص ۲۸، اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں کہ:
”اکثر مقلدین عوام بلکہ خواص اس قدر جامد ہوتے ہیں کہ اگر قول مجتہد کے خلاف کوئی آیت یا حدیث کان
میں پڑتی ہے ان کے قلب میں انشراح و انبساط نہیں رہتا بلکہ اول استنکا ر قلب میں پیدا ہوتا ہے پھر تاویل کی
فکر ہوتی ہے خواہ کتنی ہی بعید ہو اور خواہ دوسری دلیل قوی اس کے معارض ہو بلکہ مجتہد کی دلیل اس مسئلہ میں بجز
قیاس کے کچھ بھی نہ ہو بلکہ خود اپنے دل میں اس تاویل کی وقعت نہ ہو مگر نصرت مذہب کے لئے تاویل
ضروری سمجھتے ہیں دل یہ نہیں مانتا کہ قول مجتہد کو چھوڑ کر حدیث صحیحہ پر عمل کر لیں بعض سنن مختلف فیہا مثلاً
آمین بالجہر وغیرہ پر حرب و ضرب کی نوبت آجاتی ہے اور قرون ثلاثہ میں اس کا شیوع بھی نہ ہوا تھا بلکہ فیما
اتفق جس سے چاہا مسئلہ دریافت کر لیا اگرچہ اس امر پر اجماع نقل کیا گیا ہے کہ مذاہب اربعہ کو چھوڑ کر
مذہب خامس مستحدث کرنا جائز نہیں یعنی جو مسئلہ چاروں مذہبوں کے خلاف ہو اس پر عمل جائز نہیں کہ حق
ودائر و منحصر ان چار میں ہے مگر اس پر بھی کوئی دلیل نہیں کیونکہ اہل ظاہر ہر زمانہ میں رہے۔“

(تذکرۃ الرشید ج ۱ ص ۱۳۱)

شیوع: شائع، اشاعت، پھیلنا مستحدث: ایجاد، بدعت نکالنا

چند فوائد: اوکاڑوی صاحب اور ان کے مقلدین کی خدمت میں دو حوالے پیش کئے جاتے ہیں جن سے اہل حدیث (تقلید
نہ کرنے والے تبعین کتاب و سنت و اجماع) کا اہل سنت (واہل حق) ہونا باعتراف فریق مخالف ثابت ہے۔ واللہ
۱: عبدالحق حقانی نے لکھا ہے کہ:

”اور اہل سنت شافعی حنبلی مالکی حنفی ہیں اور اہل حدیث بھی ان ہی میں داخل ہیں“

(حقانی عقائد الاسلام ص ۳، پسند فرمودہ محمد قاسم نانوتوی، دیکھئے ص ۲۶۴)

۲: مفتی کفایت اللہ دہلوی دیوبندی نے لکھا ہے کہ:

”جواب، ہاں اہل حدیث مسلمان ہیں اور اہل سنت و الجماعت میں داخل ہیں۔ ان سے شادی بیاہ کا معاملہ
کرنا درست ہے، محض ترک تقلید سے اسلام میں فرق نہیں پڑتا اور نہ اہل سنت و الجماعت سے تارک تقلید
باہر ہوتا ہے۔ فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ، دہلی“ (کفایت المفتی ج ۱ ص ۳۲۵ جواب نمبر: ۳۷۰)

انگریز اور جہاد

۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں انگریزوں کے خلاف جو فتویٰ لگا تھا اس فتویٰ پر چونتیس (۳۴) علمائے کرام کے دستخط ہیں۔
سوال یہ تھا کہ:

کیوں نہ ہو، (تحریک شیخ الہند ص ۳۰۵)

تنبیہ: سید محمد میاں نے اس حوالے پر تعجب کرتے ہوئے بعض فضول اعتراضات کئے ہیں جن کا مقصد صرف یہ ہے کہ دیوبندیت کی گرتی ہوئی دیواروں کو گرنے سے بچایا جائے، سابقہ تین حوالوں سے ثابت ہوتا ہے کہ اس حوالے پر محمد میاں کے اعتراضات باطل ہیں۔

(۵) ”تنبیہ الغافلین“ نصر بن محمد السمرقندی (متوفی ۳۷۳ھ) کی کتاب ہے جو موضوع و بے اصل روایات سے بھری ہوئی ہے۔ ”تنبیہ الوہابین“ محمد منصور علی تقلیدی، باطل پرست کی کتاب ہے۔ یہ معلوم نہیں کہ امین ادکاڑوی نے یہاں کس کتاب کا حوالہ دیا ہے، اہل حدیث کے خلاف اپنے باطل پرست مولویوں کی کتابیں پیش کرنا دیوبندیوں کی خاص عادت ہے۔

الجواب: ص ۹

(۱) محمد بن الحسن الشیبانی (کذاب) کی کتاب الآثار میں لکھا ہوا ہے کہ:

”أخبرنا أبو حنيفة عن عطية العوفي عن أبي سعيد الخدري“ الخ (ج ۲ ص ۳۷۳-۱۷۳)

عطیہ بن سعد العوفی کے بارے میں تقریب التہذیب میں ہے کہ:

”صدوق یخطئ کثیراً وکان شیعياً مدلساً“ (۴۶۱۶)

شیعہ کے شاگرد ہونے کی وجہ سے کیا آپ لوگ امام ابوحنیفہ کے بارے میں لکھیں گے کہ ”شیعہ کی شاگردی اختیار کر لی اور
-- کے افکار کو اپنایا“

(۲) مدینہ کے جلیل القدر شیخ محمد بن ہادی المدخلی نے تقلید کے رد پر کتاب لکھی ہے جو میرے پاس موجود ہے، دیکھئے
ص ۳۶)

سعودی عرب کے مشہور حنبلی عالم شیخ حمود بن عبد اللہ التویجری (متوفی ۱۴۱۳ھ) نے تبلیغ دیوبندیوں کے رد میں
”القول البلیغ فی التحذیر من جماعة التبلیغ“ لکھی جس کا اردو میں ترجمہ شائع ہو چکا ہے۔

(شرکیہ اعمال یا فضائل اعمال، مترجم عطاء اللہ ڈیروی، ناشر گرجا کھی کتب خانہ لاہور)

اس کتاب میں شیخ حمود نے الشیخ محمد تقی الدین اہلہالی کا حسین احمد مدنی ٹائڈوی کے بارے میں قول نقل کیا ہے۔
شیخ اہلہالی نے مدنی مذکور کو مخاطب کرتے ہوئے کہا:

”ویلک یا مشرک“ تیری بربادی ہواے مشرک (القول البلیغ ص ۸۹)

تبلیغی دیوبندیوں کے رد میں عرب شیوخ مثلاً شیخ محمد بن ابراہیم آل الشیخ، شیخ ابن باز، شیخ البانی رحمہم اللہ کے فتاویٰ
کے لئے دیکھئے ”کشف الستار عما تحمله بعض الدعوات من أخطار“ اس کا ترجمہ: ”تبلیغی جماعت

کے اندر سموئے ہوئے خطرات کے انکشافات“ شیخ رائد کی کتاب ”معجم البدع“ ص ۹۵

(۳) یہ سب بلا دلیل و بے حوالہ باتیں ہیں۔ (باقی آئندہ ان شاء اللہ)

حافظ زبیر علی زئی

یمن کا سفر

سونے سے پہلے الارم

شیخ ناصر الکحل حفظہ اللہ سے ملاقات کے بعد حسن عبدہ کے گھر میں واپس آئے۔ کھانا وغیرہ کھاپی کر سونے کی تیاری کی۔ ابوہشام منصور اپنے موبائل پر صبح پانچ بجے کا الارم لگانا چاہتے تھے۔ میں نے انہیں یاد دلایا کہ میں ان شاء اللہ انہیں پانچ بجے بغیر الارم کے اٹھا دوں گا جیسا کہ گذشتہ رات میں نے انہیں مقرر شدہ وقت پر اٹھا دیا تھا۔

اللہ تعالیٰ نے یہ نعمت عطا فرمائی ہے کہ سوتے وقت جس ٹائم اٹھنے کا ارادہ ہو تو اسی وقت آنکھ کھل جاتی ہے۔ شدید بیماری وغیرہ کی بعض حالتیں کبھی کبھار مستثنیٰ ہیں۔

رات ابو العریش (شہر) میں گزارنے کے بعد صبح پانچ بجے میں نے ابوہشام وغیرہ کو اٹھا دیا۔ شیخ مطری کافی دیر پہلے اٹھ کر تہجد پڑھتے رہے۔

صبح کی نماز کے بعد ناشتے کے بغیر ہی یہاں سے یمن کی طرف روانہ ہوئے۔ سعودی عرب کا اس طرف آخری شہر طوال آیا اور گزر گیا۔

سفر شروع کرتے وقت دعائے سفر کے بعد صبح کے اذکار پڑھے تھے۔ ابوہشام کی یہ خوبی ہے کہ وہ خود بھی صبح وشام کے اذکار پڑھتے ہیں اور بشمول اپنی اولاد کے دوسروں سے بھی ان کا اہتمام کرواتے ہیں۔

اذکار کی تکمیل کے بعد شیخ مطری بولے:

”عن المقداد بن الأسود قال قال رسول الله ﷺ: إِنَّ السَّعِيدَ لَمَنْ جُنَّبَ الْفِتْنُ، إِنَّ السَّعِيدَ لَمَنْ جُنَّبَ الْفِتْنُ، وَلَمَنْ أُتْبِلَى فَصَبَرَ فَوَاهَا“

(ترجمہ: مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک وہ شخص خوش قسمت ہے جو فتنوں سے بچا رہے، آپ نے یہ بات تین دفعہ فرمائی اور فرمایا: اور جو شخص آزمائش میں مبتلا کیا جائے پھر وہ صبر کرے تو کتنا ہی اچھا ہے) رواہ ابو داؤد باسنادہ حسن، (اسے ابوداؤد: ۴۲۶۳ نے حسن سند سے روایت کیا ہے)

شیخ مطری نے عربی متن تین دفعہ پڑھا اور یہ مطالبہ کیا کہ ہر آدمی یہ حدیث زبانی پڑھے تاکہ یہ حدیث یاد ہو جائے۔ ہم

سب نے باری باری یہ حدیث زبانی پڑھی۔

شیخ مطری نے بتایا کہ: شیخ مقبل اسی طرح احادیث پڑھ کر اپنے شاگردوں کو یاد کرواتے تھے۔
شیخ مطری نے اپنی پیاری باتوں کے ساتھ سفر کا احساس تک نہ ہونے دیا۔

سرزمین یمن میں

چونکہ شیخ مطری ابوالعریش سے ہمارے قافلے میں شامل ہو گئے تھے لہذا گاڑی میں جگہ تنگ ہو گئی تھی۔ جس کا علاج یہ کیا گیا کہ چھوٹے بچے ہشام کو میں نے اپنے ساتھ اگلی سیٹ پر بٹھالیا۔ شیخ مطری، ابو عقیل اور ابوماک چھلی سیٹ پر بیٹھ گئے۔

ابوالعریش سے طوال اور طوال سے حرض (الیمین) والی چیک پوسٹ پر پہنچے۔

راستے میں ہشام بن منصور اپنی پیاری اور توپلی زبان میں قرآن مجید کی بعض سورتیں پڑھتا رہا۔

سعودی جوازات (Posport Authorities) اور یمنی جوازات و جمارک (Tax Authorities) وغیرہ سے فارغ ہو کر حرض پہنچے۔ ہمارے پاسپورٹ پر سعودیہ سے خروج اور یمن میں دخول کی مہر لگ چکی تھیں۔ قانونی کارروائیوں کے تمام مراحل بغیر خوبی طے ہو چکے تھے۔

یمن کی حدود میں داخل ہوتے ہی ایک عجیب منظر دیکھا۔ تقریباً ہر آدمی کی کمر سے ایک مضبوط پٹہ بندھا ہوا تھا جس کے ساتھ تلوار نما ایک میان لگی ہوئی تھی جس میں ایک بڑا اور خوفناک قسم کا خنجر اڑسا ہوا تھا۔ اہل یمن کا یہ خاص شعار ہے۔ وہ اسے جسنیبہ اور خنجر کہتے ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ زمانہ قدیم کے کسی علاقے میں پہنچ چکے ہیں۔ یمن میں یہ خنجر اور ہر قسم کا ہلکا اسلحہ آزاد ہے۔

چونکہ ہم نے ناشتہ نہیں کیا تھا لہذا اس کے لیے ایک مناسب ہوٹل کی تلاش میں سرگرم رہے۔ سعودی کرنسی میں سے پانچ سو ریال یمنی کرنسی میں چھینچ (تبدیل) کئے۔ ایک سو سعودی ریالوں کے تقریباً پانچ ہزار یمنی ریال ملتے ہیں، یعنی ایک سعودی ریال: انچاس سے اوپر اور پچاس کے قریب یمنی ریالوں کے برابر ہے۔

ایک ہوٹل ملا جو ازمنہ قدیم کی پس ماندگی کا شاہ کار تھا۔ یہاں سعودیہ والی جدید تہذیب و نفاست اور صفائی کا تصور تک بعید از امکان تھا۔ ہم سب نے زمین پر پچھی ہوئی گول گرد آلود و بوسیدہ چٹائیوں پر بیٹھ کر جو میسر ہوا ناشتہ کیا۔ برتنوں وغیرہ کی صفائی سے یہ لوگ عاری اور بے پرواہ تھے۔

ناشتے کے بعد ابوہشام نے بل ادا کیا اور ہم یہاں (حرض) سے حدیدہ کی طرف روانہ ہو گئے۔

سعودیہ کی بہ نسبت یمن میں کھانا پینا بہت سستا ہے۔

حرض سے حدیدہ تک کا علاقہ تہامہ کہلاتا ہے۔ یہ میدانی علاقہ ہے۔ راستے میں سڑکوں پر کئی جگہ کتے بلیاں مرے پڑے

تھے۔ انہیں تیز رفتار گاڑیوں نے پکڑ دیا تھا۔

حُدُودِ مِیْنِ آمَد

ظہر کے وقت ہم شیخ محمد بن عبدالوہاب الوصابی کے شہر حدیدہ پہنچ گئے۔
شیخ وصابی سے ملاقات، مدینہ میں شیخ فالح بن نافع الحر بنی المدنی کے گھر میں ہوئی تھی۔ وصابی مذکور یمن کے ایک عالم
اور شیخ مقبل بن الوادی رحمہ اللہ کے شاگرد ابوالحسن المأربی المصری الیمنی پرشیدہ جرح کر رہے تھے۔
ابوالحسن المأربی پر شیخ سبکی الحجوری الیمنی، شیخ محمد بن عبداللہ الامام، شیخ توفیق البعدانی الیمنی، شیخ فالح الحر بنی اور شیخ ربیع
المدخلی وغیرہم بھی جرح کرتے ہیں۔

شیخ سعد الحمید (الریاض)، شیخ احمد المطری الیمنی اور بعض شیوخ اس المأربی کا دفاع کرتے ہیں۔
تفصیل کے لیے دیکھئے میری کتاب ”انوار السبیل فی میزان الجرح والتعدیل“ ص ۲۴۱
سعودی عرب میں سلفیوں کی ایک قسم ہے جسے تقلیدی سلفی (التقلیدی) کہتے ہیں دیکھئے الشرق الأوسط
۱۴/۱۲ رمضان ۱۴۲۵ھ - ۲۸ اکتوبر ۲۰۰۴ء ص ۲

تقلیدی سلفیوں میں شیخ فالح اور شیخ ربیع بن ہادی المدخلی کا بڑا مقام ہے۔
برمنگھم (انگلینڈ) کے تقلیدی سلفیوں کے نزدیک جرح و تعدیل میں شیخ فالح الحر بنی کا بہت بڑا مقام تھا، وہ جرح و تعدیل
کے امام سمجھے جاتے تھے۔ مگر جب شیخ ربیع نے ان پر رد کر دیا تو فوراً تقلیدی سلفیوں کے نزدیک شیخ فالح ہیرو سے زیر
ہو گئے۔ (شیخ فالح الحر بنی کا ذکر میری کتاب ”انوار السبیل“ میں ہے۔ دیکھئے ص ۱۵۵)

یہ شیخ ربیع وہی ہیں جو پہلے مدینہ منورہ میں رہتے تھے۔ التکت علی ابن الصلاح لابن حجر اور المدخل للحاکم ان کی تحقیق سے
چھپی ہیں۔ ان تحقیقات کے پہلے ایڈیشن میں شیخ ربیع کو بہت زیادہ اخطاء و اوہام ہوئے ہیں۔
مثلاً حافظ ابن حجر العسقلانی رحمہ اللہ نے صحیح ابن خزیمہ سے ایک حدیث مع سند و متن نقل کی ہے۔ (التکت علی ابن
الصلاح ج ۲ ص ۵۹۳)

شیخ ربیع اس پر حاشیہ لکھتے ہیں کہ: ”لم أجده فی صحیح ابن خزیمہ“ میں نے اسے صحیح ابن خزیمہ میں نہیں پایا۔ الخ (ایضاً ص
۵۹۳) حالانکہ یہ حدیث صحیح ابن خزیمہ (ج ۱ ص ۲۸۷ ج ۳ ص ۵۷۳) میں موجود ہے۔

شیخ ربیع نے سیدنا خالد بن الولید رضی اللہ عنہ کی جو گستاخی کی تھی اس سے علانیہ توبہ کر لی ہے۔ یہ ان کی فضیلت کی دلیل
ہے۔ شیخ ربیع کا مختصر اور جامع ذکر میں نے انوار السبیل فی میزان الجرح والتعدیل میں لکھا ہے۔ (ص ۶۷) والحمد للہ
شیخ ربیع نے قطبیوں اور مبتدعین پر زبردست رد کیا ہے آج کل وہ ابوالحسن المأربی کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں۔ ابوالحسن
نے بھی ان پر تقریر و تحریر کے ذریعے بڑا رد کر رکھا ہے۔ سنا ہے کہ اس نے شیخ ربیع کے رد پر ایک سواسی کیٹیں جاری کی

ہیں۔

کسی وجہ سے مدینہ منورہ کو چھوڑ کر آج کل شیخ ربیع مکہ مکرمہ کی عوالی میں قیام پذیر ہیں۔ میں ان کے پاس کچھ دن رہا ہوں۔ بہترین مکتبے کے مالک اور شوگر، بلڈ پریشر وغیرہ بیماریوں میں مبتلا ہیں۔ اپنے سوا دوسرے لوگوں کو (جوان کے ہم نوائیں ہیں) احمق اور بے وقوف سمجھتے ہیں۔ پاکستان کے بعض کبار علماء نے ان پر جرح کر رکھی ہے۔ میں نے شیخ ربیع سے ان کے مکتبے (گھر) میں یہ کہتے ہوئے سنا کہ:

إن التقليد واجب (بے شک تقلید واجب ہے)

میں نے حیرت زدہ ہو کر پوچھا: آپ کیا کہہ رہے ہیں؟

شیخ ربیع المدخلی نے دوبارہ کہا: ”إن التقليد واجب“

یہ سن کر میں نے اپنا سامان (بیگ) اٹھایا اور عوالی کو خیر باد کہہ کر حرم (بیت اللہ) چلا آیا۔

گذشتہ رمضان میں جب مدینہ منورہ میں حاضری کی سعادت حاصل ہوئی تو شیخ فالح المحرّبی نے اپنے شاگرد فیصل بن لانی التمیمی المدنی کے ذریعے اپنے پاس بلایا۔ میرے ساتھ ذوالفقار بن ابراہیم الاثری (من بریطانیہ) اور شاہد (جامعہ اسلامیہ کے طالب علم، از گوجرانوالہ پاکستان) تھے۔ شیخ فالح کافی دیر تک شیخ ربیع پر جرح کرتے رہے اور کہا کہ:

”ربیع مرجئی“ ربیع مرجئی ہیں۔ خیر یہ تو ”اکابر“ کی باہمی چشمک اور جروح ہیں جن سے ہم لوگوں کو دور رہنا چاہیے۔ مبتدعین زمانہ کے خلاف شیخ ربیع اور شیخ فالح کی مساعی جمیدہ کو ہم قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ والحمد للہ

تنبیہ: انگلینڈ وغیرہ کے تقلید سلفیوں نے کذب و افتراء اور تشدد کی راہ اپناتے ہوئے اہل حدیث علماء و عوام پر درد شروع کر رکھے ہیں۔ ذرہ سی بات یا اجتہادی خطا پر وہ لوگوں کو سلفیت سے باہر نکال دیتے ہیں۔ اس طرح کے لوگ پرانے زمانے میں بھی تھے جن کے بارے میں حافظ ذہبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: ”ما هولاء باصحاب الحديث، بل فجرة جهلة، أبعد الله شرهم“ یہ اصحاب حدیث نہیں ہیں بلکہ فاجر و جاہل ہیں۔ اللہ ان کے شر کو دور کرے۔ (سیر اعلام النبلاء ۱۷/۴۶۰)

انہی کذابین میں سے ابو خدیجہ عبدالواحد بن محمد عالم میرپوری، یاسر احمد بن خوشی محمد اور ابو یوسف عبدالرحمن حافظ تینوں کذب و افتراء میں بہت مشہور ہیں۔

شیخ الوصابی کے دروازے پر

ظہر و عصر کی دونوں نمازیں، شیخ وصابی کی مسجد میں جمع اور قصر کے ساتھ پڑھیں۔ مسجد میں صفائی کا کوئی خاص انتظام موجود نہیں ہے۔ استنجائے اور وضو کی جگہیں پرانے زمانے کی یادگار ہیں، بدبو اور عدم صفائی کا شاہ کار ہیں۔ نماز سے فارغ ہو کر شیخ محمد بن عبدالوہاب الوصابی کے گھر کے دروازے پر پہنچے۔ دروازہ کھٹکھٹانے کے بعد ان کا تیرہ

چودہ سال کا بیٹا باہر آیا۔ اسے کہا کہ: اپنے والد صاحب (شیخ وصابی) سے کہو کہ چند مہمان آپ سے مختصر ملاقات کرنا چاہتے ہیں۔ وہ واپس آیا اور بولا: ابا جان کہتے ہیں کہ عصر تک انتظار کریں، عصر کے بعد ملاقات ہوگی۔ ہم نے کہا: وصابی صاحب سے کہو کہ ریاض (سعودی عرب) سے کچھ مہمان آئے ہیں جن کے ساتھ ایک پاکستانی بھی ہے۔ لمبے سفر پر جا رہے ہیں۔ وہ آپ کا زیادہ وقت نہیں لیں گے صرف سلام کہہ کر یہاں سے چلے جائیں گے۔ ان کے پاس انتظار کا وقت نہیں ہے۔ ان کا پروگرام ہے کہ رات سے پہلے معر (یمن کے ایک شہر) پہنچ جائیں۔ لڑکا گیا گرواپس نہ آیا۔ شیخ وصابی صاحب نے باہر نہ آنا تھا نہ آئے۔ وہ اکرام ضیف کی ”بہترین“ تصویر ہیں۔ کافی دیر انتظار کے بعد ہمیں بے نیل و مرام واپس ہونا پڑا۔

حدیدہ میں دوبھر کا کھانا

شیخ مطری نے بتایا کہ حدیدہ میں ان کے کچھ رشتہ دار رہتے ہیں۔ ان سے سلام دعا کرتے ہوئے یہاں سے جلدی چلیں گے۔ جب شیخ مطری کے رشتہ داروں کے پاس پہنچے تو انہوں نے اپنے گھر میں بٹھا کر دوپہر کے کھانے کا بندوبست کر دیا۔ مطری کے عم زاد (Cousin) پابند شرع، منسار اور مہمان نواز آدمی ہیں۔ ان کے چار پانچ بیٹے ہمارے پاس بیٹھ گئے۔ یہ سب لڑکے جوڈو کراٹے سے بہت دلچسپی رکھتے تھے بلکہ بعض کے پاس بلیک بیلٹ بھی تھے۔ ان میں سے ایک اسی سلسلے میں ایک مہینے کے لیے جاپان بھی گیا تھا۔ کھانا انتہائی پر تکلف اور یمنی انداز کا تھا۔ کھانے سے فارغ ہونے کے بعد مطری صاحب کے عم زاد پانی سے بھری بالٹی لے آئے اور یہ مطالبہ کیا کہ سارے آدمی اسی بالٹی میں ہاتھ ڈال کر بالٹی میں ہی ہاتھ دھوئیں۔

پٹھانوں کے ہاں یہ طریقہ رائج ہے کہ کھانے سے پہلے اور کھانے کے بعد دونوں حالتوں میں ایک بچہ یا بڑا آدمی اپنے کندھے پر تولیہ رکھے دائیں ہاتھ میں نیم گرم پانی کا لوٹا اور بائیں ہاتھ میں برتن پکڑے ہوئے، مہمانوں کے پاس آکر ان کے ہاتھ دھلواتا ہے۔ یہ خاص قسم کا برتن ہوتا ہے جس میں پانی گرتا تو ہے لیکن نظر نہیں آتا۔ اس کے اوپر والے حصے میں چھوٹے چھوٹے سراخ بنے ہوتے ہیں۔ ہاتھ دھلوانے کے بعد یہی بچہ یا بڑا آدمی تولیہ پیش کرتا ہے۔ ابوہشام وغیرہ نے اس بالٹی میں ہاتھ دھوئے لیکن میں اس سے دور رہا، مندیل والے کاغذ سے ہاتھ پونجھ کر بعد میں اس گھر سے نکلنے کے بعد پانی سے ہاتھ دھوئے۔ بالٹی والا یہ انداز مجھے پسند نہیں تھا۔ بعد میں پتہ چلا کہ یمنی قبائلیوں کا یہی رواج ہے۔ دوپہر کے کھانے سے فارغ ہو کر، عصر سے پہلے ہی یمن کے ایک مشہور شہر معبر کی طرف ہم روانہ ہوئے۔

اب میدانی علاقے کے بجائے پہاڑی علاقہ شروع ہو گیا تھا۔ بے آب و گیاہ پہاڑوں کے درمیان سرسبز و شاداب وادیاں عجیب حسین منظر پیش کر رہی تھیں۔ سانپ کی طرح بل کھاتی سڑک اور پہاڑی پگڈنڈیوں پر جناب ابوہشام

صاحب تیزی سے گاڑی چلا رہے تھے۔
ہشام کی پیاری قرأت اور شیخ مطری کے شذرات و لطائف سے یہ طویل سفر طے ہو رہا تھا۔ کوشش یہ تھی کہ شام سے پہلے پہلے معرہ پہنچا جائے۔ ابوہشام منصور نے گاڑی چلاتے ہوئے شیخ مطری کا ایک واقعہ سنایا۔ شیخ مطری نے اپنے ایک ہم سفر آدمی سے کہا تھا: اَكْلُكَ حَرَامٌ (تیرا کھانا حرام ہے)
وہ شخص بڑا پریشان اور ناراض ہوا، وہ یہ سمجھا کہ شیخ صاحب اسے حرام خور سمجھتے ہیں حالانکہ اس کے رزق میں حرام والی کوئی بات ہی نہیں۔ اس شخص نے سخت احتجاج کیا اور بتایا کہ اس کا کھانا پینا سب حلال میں سے ہے۔
بعد میں شیخ صاحب نے اسے بتایا کہ میرا مطلب یہ ہے کہ: اَكْلُكَ حَرَامٌ (تجھے کھانا حرام ہے)
ظاہر ہے کہ اس بات پر اجماع ہے کہ انسان کو کھانا حرام ہے اس واقعے سے معلوم ہوا کہ شیخ مطری صاحب تدلیس فی الامتن سے خوب کام لیتے ہیں۔ لہذا انہیں مدلسین کی صف میں کھڑا کیا جاسکتا ہے۔
میرے ایک پیارے دوست اور شاگرد تدلیس فی الامتن کے انتہائی ماہر بلکہ امام فی التدلیس ہیں۔
شام ہو گئی مگر ہم ابھی راستے پر ہی تھے۔ ابوہشام نے بتایا کہ ان کی نظر میں کچھ کمزوری ہے جو رات میں زیادہ کمزور ہو جاتی ہے۔ لہذا گاڑی کی رفتار کم کرنا پڑی۔ عشاء سے پہلے ہم معرہ شہر میں داخل ہو گئے۔ تہامہ کے برعکس یہاں کافی سردی تھی مگر حضور (وادی چھچھ) کی سردی کے مقابلے میں اس کی کیا حیثیت ہے۔
میرے ایک پیارے دوست اور بھائی (پروفیسر) ابوالنس محمد سرور گوہر صاحب کھڑیاں ضلع قصور کے رہنے والے ہیں۔
وہ جن دنوں حضور میں مقیم تھے تو سردیوں میں تین تین رضائیاں اوپر نیچے ڈال کر سوتے تھے۔ اور حضور کی سردی کا بہت شدت سے شکوہ کرتے تھے۔ آج کل قصور کے ایک سرکاری کالج میں لیکچرار ہیں۔

ابو ثاقب محمد صفدر حضوری

نماز وتر پڑھنے کا طریقہ

”آپ کہہ دیجئے کہ یہی (دین اسلام) میرا راہ ہے میں اور میرے ماننے والے، لوگوں کو اللہ کی طرف دلیل و برہان کی روشنی میں بلاتے ہیں“ [یوسف: ۱۰۸]

”تا کہ جو ہلاک ہو، دلیل کے ساتھ ہلاک ہو اور جو زندہ رہے دلیل سے زندہ رہے“ [الانفال: ۴۲]
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

۱: ”اللہ وتر ہے اور وتر کو پسند کرتا ہے“ [بخاری: ۶۲۱۰، مسلم: ۲۶۷۷]

۲: ”نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وتر ایک رکعت ہے رات کے آخری حصہ میں سے“ [مسلم: ۷۵۲]

۳: ”نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: رات کی نماز دو، دو رکعتیں ہیں۔ جب صبح (صادق) ہونے کا خطرہ ہو تو ایک رکعت پڑھ لو۔ یہ ایک (رکعت پہلی ساری) نماز کو طاق بنا دیگی“ [بخاری: ۹۹۳، ۹۹۰، مسلم: ۷۴۹]

۴: ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک رکعت وتر پڑھتے (آخری) دو رکعتوں اور ایک رکعت کے درمیان (سلام پھیر کر) بات چیت بھی کرتے“ [ابن ماجہ: ۱۱۷۷، مصنف ابن ابی شیبہ:

۲۹۱/۲]

۵: ”ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز عشاء سے فجر تک گیارہ رکعتیں پڑھتے ہر دو رکعتوں پر سلام پھیرتے اور ایک رکعت وتر پڑھتے“ [مسلم: ۷۳۶]

۶: ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وتر ہر مسلمان پر حق ہے پس جسکی مرضی ہو پانچ وتر پڑھے اور جس کی مرضی ہو تین وتر پڑھے اور جس کی مرضی ہو ایک وتر پڑھے“ [ابوداؤد: ۱۴۲۲، نسائی: ۱۷۱۰، ابن ماجہ: ۱۱۹۰، صحیح ابن حبان: ۶۷۰، مستدرک ۳۰۲/۱ وغیرہ]

تین رکعت وتر پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ دو رکعتیں پڑھ کر سلام پھیر دیں۔ پھر ایک رکعت وتر پڑھیں جیسا کہ احادیث مبارکہ میں آیا ہے۔ [دیکھئے مسلم: ۷۵۲، ۷۳۶، ۷۶۵، ۷۶۹، بخاری: ۶۲۶، ۹۹۳، ۹۹۴، ۲۰۱۳، ابن ماجہ:

۱۱۷۷، نسائی: ۱۶۹۸، صحیح ابن حبان: ۶۷۸، صحیح ابن حبان الاحسان ۷/۴، ۲۴۲۶، ۲۴۲۷ وغیرہ]

۷: عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے وتر کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے کہا: کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ

ماہنامہ ”الحديث“ حضرت 46 شمارہ: 11

علیہ وسلم سے سنا کہ وہ وتر ایک رکعت ہے آخر شب میں اور پوچھا گیا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے تو انہوں نے بھی اسی طرح کہا۔ [مسلم: ۷۵۳]

۸: عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ایک رکعت وتر پڑھتے تھے۔ [بخاری: ۹۹۱، طحاوی: ۱۵۴۹، آثار السنن ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲]

۹: امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ایک رکعت وتر پڑھتے تھے۔ [بخاری: ۳۷۶۳، ۳۷۶۵، ۳۷۶۷، آثار السنن ۶۰۳]

۱۰: سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ عنہ ایک رکعت وتر پڑھتے تھے۔ [بخاری: ۶۳۵۶، طحاوی: ۱۶۳۴، آثار السنن ۶۰۵، ۶۰۶، وغیرہ]

۱۱: امیر المؤمنین سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ ایک رکعت وتر پڑھتے تھے۔ [دارقطنی: ۱۶۵، طحاوی: ۱۶۳۱، آثار السنن ۶۰۴]

۱۲: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص آخر رات میں نہ اٹھ سکے تو وہ اول شب وتر پڑھ لے اور جو آخر رات اٹھ سکے وہ آخر رات وتر پڑھے کیونکہ آخر رات کی نماز افضل ہے۔ [مسلم: ۷۵۵]

۱۳: رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اول رات، رات کے وسط اور پچھلی رات (یعنی) رات کے ہر حصہ میں نماز پڑھی۔ [بخاری: ۹۹۶، ۷۵۵]

۱۴: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک رات میں دو بار وتر پڑھنا جائز نہیں۔ [ابوداؤد: ۱۴۳۹، ابن خزیمہ: ۱۱۰، ابن حبان: ۶۷۱، وغیرہ]

۱۵: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: رات کو اپنی آخری نماز وتر کو بناؤ۔ [مسلم: ۷۵۱]

اس حدیث سے ان لوگوں کا رد ہوتا ہے جو وتر کے بعد رات کو اٹھ کر تہجد پڑھتے ہیں۔

۱۶: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تین وتر (اکٹھے) نہ پڑھو، پانچ یا سات وتر پڑھو۔ اور مغرب کی مشابہت نہ کرو۔ [دارقطنی نمبر: ۱۶۳۴، ابن حبان: ۶۸۰، آثار السنن ۵۹۲، وغیرہ]

اس کے برعکس بعض حضرات نے یہ فتویٰ دیا ہے کہ ایک رکعت وتر پڑھنا جائز نہیں ہے۔ [دیکھئے علم الفقہ ص ۱۱۸۲ عبد الشکور لکھنوی دیوبندی]

دیوبندیوں کے مفتی اعظم عزیز الرحمن (دیوبندی) نے فتویٰ دیا ہے ”کہ ایک رکعت وتر پڑھنے والے امام کے پیچھے نماز حتیٰ الوسع نہ پڑھیں۔ کیونکہ وہ غیر مقلد معلوم ہوتا ہے اور اس شخص کا امام بنانا اچھا نہیں ہے؟“

[دیکھئے فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ج ۳ ص ۱۵۴ سوال نمبر ۷۷، مکتبہ امدادیہ ملتان پاکستان]

حرمین شریفین میں بھی امام ایک رکعت وتر پڑھاتے ہیں۔ اب ان حجاج کرام کی نمازوں کا کیا ہوگا؟ اور اس فتویٰ کی زد میں کون سی شخصیات آتی ہیں؟ جبکہ جناب خلیل احمد سہارنپوری (دیوبندی) صاحب انوار ساطعہ کے بدعتی مولوی پر رد

کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”وتر کی ایک رکعت احادیث صحاح میں موجود ہے۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہ وغیرہما اس مقرر۔ اور امام مالکؒ، امام شافعیؒ، امام احمدؒ کا وہ مذہب۔ پھر اس پر طعن کرنا مؤلف کا ان سب پر طعن ہے۔ کہ وہ اب ایمان کا کیا ٹھکانا، [براہین قاطعہ ص ۷]

یہ فریق مخالف کی کتب کے ہم حوالے اس لیے دیتے ہیں تاکہ ان پر حجت تمام ہو جائے۔ اور ویسے بھی ہر فریق کے لیے اس کی کتاب یا اپنے اکابرین کی کتاب اس پر حجت ہے۔ [دیکھئے بخاری، ۳۶۳۵، مسلم: ۱۶۹۹]

جب تک وہ اس سے برأت کا اظہار نہ کرے۔

جو حضرات تین و تراکھٹے پڑھتے ہیں وہ اصلاح کر لیں اور اپنے علماء سے اس کی دلیل طلب کریں کہ کونسی صحیح حدیث میں تین و تراکھٹے پڑھنا آیا ہے۔ جن روایات میں ایک سلام سے تین رکعتوں کا ذکر آیا ہے وہ سب بلحاظ سند ضعیف ہیں۔ بعض میں قتادہ رحمہ اللہ مدلس ہے اور مدلس کی ”عن“ والی روایت صحیح نہیں ہوتی۔ جب تک وہ سماع کی صراحت نہ کرے یا پھر کوئی دوسرا ثقہ راوی اس کی متابعت نہ کرے (تاہم بعض صحابہ کرام سے تین و تراکھٹے پڑھنا ثابت ہے)

یاد رہے کہ صحیحین میں تدلیس مضمر نہیں وہ دوسرے طرق سے سماع پر محمول ہے۔ [دیکھئے خزائن السنن ص ۱ حصہ اول، ازالۃ الريب ص ۲۳۷ جناب سرفراز خان صفدر دیوبندی، حقائق السنن ص ۱۵۶، ۱۶۱، وغیرہ]

تاہم اگر کوئی ان ضعیف روایات (اور آثار) پر عمل کرنا چاہے تو دوسری رکعت میں تشہد کے لیے نہیں بیٹھے گا۔ بلکہ صرف آخری رکعت میں ہی تشہد کے لیے بیٹھے گا۔ جیسا کہ السنن الکبریٰ للبیہقی وغیرہ میں قتادہ کی روایت میں ہے۔

زاد المعاد ص ۳۳۰ ج ۱ اور مسند احمد ص ۱۵۵ ج ۵ والی روایت ”لا فصل فیہن“ یزید بن یعمر کے ضعف اور حسن بصری رحمہ اللہ کے عنعنہ (دو علتوں) کی وجہ سے ضعیف ہے۔

دو تشہد اور تین و تراوی مرفوع روایت بلحاظ سند موضوع و باطل ہے۔ دیکھئے الاستیعاب ص ۴۷۱ ج ۴ ترجمہ ام عبد بنت اسود، میزان الاعتدال وغیرہما۔ اس کے بنیادی راوی حفص بن سلیمان القاری اور ابان بن ابی عیاش ہیں۔ دونوں متروک و مہتم ہیں۔ نیچے کی سند غائب ہے۔ اور ایک مدلس کا عنعنہ بھی ہے۔ اتنے شدید ضعف کے باوجود ”حدیث و الہدایت“ کے مصنف نے اس موضوع (جھوٹی) روایت سے استدلال کیا ہے۔ دیکھئے کتاب مذکور ص ۵۶۳، نمبر ۲۲ طبع مئی ۱۹۹۳ تفصیل کے لئے دیکھیں ہدیۃ المسلمین (ص ۵۶)

محترم بھائیو! اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے بارے میں سخت وعید فرمائی ہے۔ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے۔ ”ان لوگوں کو ڈرنا چاہیے جو آپ کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں کہ کہیں ان پر فتنہ (شرک و کفر) اور دردناک عذاب آنے جائے۔“ [سورۃ النور ۶۳] مومن کی تو یہ شان ہے کہ جب اللہ تعالیٰ یا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان آجائے تو سر تسلیم خم کر دے۔ اس کا عمل اگر پہلے خلاف سنت تھا۔ تو اب دلیل مل جانے پر اپنے عمل کو حدیث رسول کے مطابق کرے، یہ کیسی ہٹ دھرمی ہے کہ حدیث رسول کو اپنے پہلے سے طے شدہ اصول اور عمل کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کرتا رہے!۔ (ماخوذ از حدیث المسلمین ص ۵۴، از حافظ زبیر علی زئی)

خود تو بدلنے نہیں حدیث کو بدل دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسی سوچ و فکر سے اپنی پناہ میں رکھے آمین۔

۱۷: فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے: میری تمام امت جنت میں داخل ہوگی سوائے اس کے جس نے انکار کر دیا۔ کسی نے پوچھا: انکار کرنے والا کون ہوگا؟ آپ نے فرمایا: جس نے میری اطاعت کی وہ جنت میں داخل ہوا۔ اور جس نے میری نافرمانی کی تو اس نے میرا انکار کیا“ [صحیح بخاری ۲۸۰] نیز فرمایا:

۱۸: ”جس نے بھی میری سنت سے منہ موڑا وہ ہم میں سے نہیں ہے“ [بخاری ۵۰۶۳، مسلم: ۱۴۰۱]

۱۹: ”جب میں تمہیں کسی بات کا حکم دوں تو اسے بجالاؤ“ [بخاری: ۲۸۸، مسلم: ۱۳۳]

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا:

۲۰: نماز اس طرح پڑھو جس طرح مجھے نماز ادا کرتے ہوئے دیکھتے ہو۔ [بخاری: ۶۳۱]

۲۱: رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے ہماری طرح نماز پڑھی۔ ہمارے قبلہ کا رخ کیا۔ اور ہمارا ذبیحہ کھایا تو وہ مسلمان ہے۔ [بخاری: ۳۹۱] ایک دوسری روایت میں ہے۔

۲۲: ”مجھے اللہ نے حکم دیا کہ میں لوگوں کے ساتھ جنگ کروں جب تک لوگ اللہ کی وحدانیت کا اقرار کر لیں۔ اور ہماری طرح نماز پڑھیں۔ [بخاری ۳۹۲]

۲۳: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”میری سنت کو اور میرے خلفائے راشدین کی سنت کو مضبوطی سے پکڑ لو“

[ابوداؤد: ۴۶۰، الترمذی: ۲۶۷۶، وحسن صحیح و صحیح ابن حبان: ۱۰۲، والحاکم ۹۵، ۹۶، ووافقت الذہبی]

۲۴: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آخری زمانہ میں دجال اور کذاب ہوں گے وہ تمہیں ایسی احادیث سنائیں گے جنہیں تم نے اور تمہارے آباؤ اجداد نے نہیں سنا ہوگا۔ لہذا ان سے اپنے آپ کو بچانا۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ تمہیں گمراہ کر دیں اور فتنہ میں ڈال دیں۔ [مسلم: ۷]

محترم بھائیو، بزرگو! اپنی نمازوں کی اصلاح کیجئے اور امام الانبیاء رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بنائی ہوئی ”نماز محمدی“ کو سینے سے لگائیں۔ اسی میں دونوں جہانوں کی کامیابی ہے۔

۲۵: ”جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گا تو وہ عظیم کامیابی سے ہمکنار ہوگا“ [الاحزاب: ۷۱]

ورنہ یاد رکھیں ”قیامت کے دن انسان اسی کے ساتھ ہوگا جس سے وہ محبت کرتا ہے“ بخاری: ۳۶۸۸، مسلم: ۲۶۳۹

وما علینا الا البلاغ

حافظ شیر محمد

اولاد سے محبت

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اقرع بن حابس (رضی اللہ عنہ) نے دیکھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم (اپنے نواسے) حسن (بن علی رضی اللہ عنہما) کا بوسہ لے رہے تھے تو اقرع (رضی اللہ عنہ) نے کہا: میرے دس لڑکے ہیں مگر میں کسی کا بھی بوسہ نہیں لیتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مَنْ لَا يَرْحَمُ لَا يُرَحَمُ جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں ہوگا۔ (صحیح البخاری: ۵۹۹۷ و صحیح مسلم: ۲۳۱۸/۶۵)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (اپنے بیٹے) ابراہیم کو (گود میں) لیا اور اس کا بوسہ لیا (اور پیار سے) اس کی خوشبو لی (صحیح البخاری: ۳۰۳ و صحیح مسلم: ۲۳۱۵)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک اعرابی (دیہاتی) آیا اور کہا: کیا آپ بچوں کا بوسہ لیتے ہیں؟ ہم تو بچوں کا بوسہ نہیں لیتے! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: اگر اللہ نے تمہارے دل سے رحمت نکال دی ہے تو میں کیا کر سکتا ہوں؟ (صحیح البخاری: ۵۹۹۸ و صحیح مسلم: ۲۳۱۷)

سیدنا یعلیٰ بن مرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ وہ کھانے کی ایک دعوت پر جا رہے تھے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ (راستے میں) ایک گلی میں (سیدنا) حسین رضی اللہ عنہ کھیل رہے ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کے درمیان سے آگے بڑھ کر اپنے دونوں بازو پھیلا لیے۔ (سیدنا) حسین رضی اللہ عنہ ادھر ادھر بھاگنے لگے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہنستے ہنساتے ہوئے انہیں (سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو) پکڑ لیا۔ آپ نے اپنا ایک ہاتھ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی ٹھوڑی کے نیچے اور دوسرا ان کے سر پر رکھا۔ آپ نے (معافتہ کرتے ہوئے) اُن کا بوسہ لیا اور فرمایا:

”حُسَيْنٌ مِنِّي وَأَنَا مِنْ حُسَيْنٍ، أَحَبَّ اللَّهُ مَنْ أَحَبَّ حُسَيْنًا، حُسَيْنٌ سِبْطٌ مِّنَ الْأَسْبَاطِ“

حسین مجھ سے ہے اور میں حسین سے ہوں۔ اللہ اس شخص سے محبت کرے جو حسین سے محبت کرتا ہے، حسین نواسوں میں سے ایک (جلیل القدر) نواسا ہے۔ (سنن ابن ماجہ: ۱۴۴۱ و اسنادہ حسن و حسنہ الترمذی: ۵۷۷۵ و صحیح ابن حبان، موارد الظلمات: ۲۲۴۰ و الجامع کم ۳۷۷۲ و الذہبی و قال البوصیری: ”هذا الإسناد حسن رجاله ثقات“، تسہیل الحاجۃ فی التعلیق علی سنن ابن ماجہ لشیخنا حافظ زبیر علی زئی حفظہ اللہ ص ۱۰، و حسنہ الشیخ الالبانی رحمہ اللہ)

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی) فاطمہ رضی اللہ عنہا

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں تو آپ اٹھ کر اس کے پاس جاتے اور ان (فاطمہ رضی اللہ عنہا) کا ہاتھ پکڑ لیتے پھر ان کا بوسہ لیتے اور اپنی جگہ بٹھاتے (سنن ابی داؤد: ۵۲۱۷ و اسنادہ حسن و حسنہ الترمذی: ۳۸۷۲) ایک صحیح حدیث میں آیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص ہمارے بڑوں کی عزت نہ کرے، ہمارے چھوٹوں (یعنی بچوں) پر رحم نہ کرے اور ہمارے (اہل حق) عالم کا حق نہ پہچانے، وہ ہم میں (یعنی اہل حق میں) سے نہیں ہے۔ (مشکل الآثار ۲/۱۳۳ ج ۱۸۵، الحدیث: ۴۵ ص ۴۵)

ان احادیث اور دیگر دلائل سے ثابت ہے کہ والدین کو اپنی اولاد سے محبت کرنی چاہیے۔ یاد رہے کہ محبت کا تقاضا یہ ہے کہ دنیاوی سہولتیں مہیا کرنے کے ساتھ ساتھ اپنی اولاد کی اچھی تربیت کرنی چاہیے۔ انہیں قرآن و حدیث اور تمام بہترین اخلاق سکھانے چاہئیں۔ توحید و سنت کی دعوت اور سنتِ مطہرہ کے مطابق نماز پڑھنے کا حکم دینا چاہیے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنْفُسَكُمْ وَ أَهْلِيكُمْ نَارًا﴾ اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو (جہنم کی) آگ سے بچالو (سورۃ التحریم: ۶) کلکم راع و کلکم مسئول عن رعیتہ تم میں سے ہر آدمی نگران ہے اور اس کی زیر نگرانی لوگوں کے بارے میں (قیامت کے دن) پوچھا جائے گا (البخاری: ۸۹۳ و مسلم: ۱۸۲۹) کی رو سے ہر آدمی سے اس کی اہل و اولاد کے بارے میں سوال ہوگا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ والدین اور ان کی اولاد دونوں کو کتاب و سنت کا قبیح اور نیک بنادے۔ آمین